THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the May 31, 2021
(311th Session)
Volume VI, No. 05
(Nos. 01-06)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VI SP.VI (05)/2021
No. 05 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Introduction of 'The Guardians and Wards (Amendment) Bill, 2021' 3
4. Introduction of 'The Constitution (Amendment) Bill, 2021' (Amendment of Article 59) 4
5. Introduction of 'The Constitution (Amendment) Bill, 2021' 10
6. Introduction of 'The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2020' 10
7. Introduction of 'The Islamabad Capital Territory Prohibition of Corporal Punishment Bill, 2021' 12
8. Resolution moved by Senator Mohsin Aziz regarding operationalization of PIA flights between Peshawar and Lahore on regular basis 13
   - Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs 14
   - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 15
9. Resolution moved by Senator Faisal Saleem Rehman regarding vaccination of personnel of Civil Administration and Law Enforcement Agencies 17
   - Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs 18
   - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 20
10. Resolution moved by Senator Kamran Murtaza regarding provision of internet services across the Province of Balochistan 20
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House 21
    - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 23
11. Resolution moved by Senator Seemee Ezdi regarding measures to increase the number of women officers at decision making positions in the Federal Government institutions 24
    - Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs 25
    - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 27
    - Senator Saadia Abbasi 28
    - Senator Maulana Atta Ur Rehman 29
    - Senator Hidayatullah Khan 30
    - Senator Engr. Rukhsana Zuberi 31
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House 31
12. Resolution moved by Senator Mohsin Aziz regarding improper, unjustified and inequitable credit/lending by the commercial banks in the small provinces 32
    - Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs 34
    - Senator Fida Muhammad 37
13. Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding recent exorbitant increase in the electricity tariff by the Government.... 38
    - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 39
    - Senator Mushtaq Ahmed 40
    - Senator Ejaz Ahmad Chaudhary 42

- Senator Engr. Rukhsana Zuberi 43
- Senator Mohsin Aziz 46
- Senator Taj Haider 48
- Senator Faisal Javed 50
- Senator Bahramand Khan Tangi 53
- Mr. Murad Saeed, Minister for Communications 55

14. Motion under Rule 218 moved by Senator Mohsin Aziz to discuss the report of Broadsheet Commission headed by Mr. Justice (R) Azmat Saeed Sheikh 63
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House 67
    - Senator Afnan Ullah Khan 70
    - Senator Mushtaq Ahmed 72
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 74
    - Senator Saadia Abbasi 77
    - Senator Shammim Afridi 78
    - Senator Faisal Javed 79
    - Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition 80
    - Senator Kamran Murtaza 81
    - Mirza Shahzad Abkar, Adviser to the Prime Minister on Interior and Accountability 82

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the May 31, 2021.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہیں تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے بارش برساتے ہیں پھر بارش سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کرکے باہر نکالیں گے۔ یہ آیات اس لیے بیان کی جاتی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جو زمین پاکیزہ ہے اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لیے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

سورۃ الاعراف، آیات (۵۷ تا ۵۸)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔السلام علیکم۔Order No. 2, چھٹی کی درخواستیں۔

سینیٹر مشتاق احمد صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 28 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عابدہ محمد عظیم صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 24 تا 28 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر دنیش کمار نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 31 مئی اور یکم جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مولانا فیض محمد صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 31 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر آصف سعید کرمانی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 24 تا 28 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ آج Private Members' Day ہے، business لینے دیں اس کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔

Order No. 2, Senator Mohsin Aziz.

Introduction of 'The Guardians and Wards (Amendment) Bill, 2021'

Senator Mohsin Aziz: I, Sentor Mohsin Aziz, beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Guardians and Wards Act, 1890 [The Guardians and Wards (Amendment) Bill, 2021].

جناب چیئرمین: اب اس بل کے بارے میں بتائیں کیوں لانا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! ابھی جو existing Bill guardianship کے بارے میں ہے، اگر کسی کا والد mentally insane نہ ہو، صحیح ہو تو اس کو guardian بنایا جا سکتا ہے۔ اس میں والدہ کا نام نہیں ہے، اس پر میں چاہ رہا تھا کہ والدہ کا نام بھی آ جائے کہ وہ بھی اس میں شامل ہو جائے کیونکہ یہ ایک disparity ہے وہ ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: قائد حزب اختلاف کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani (Leader of the Opposition): It can be referred to the Committee.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، حکومت بتائے? Is it opposed

جناب علی محمد خان (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، یہ issue basically Islamic Law کو touch کرتا ہے۔ جناب والا! ہمارے دین کے مطابق بچوں کا guardian والد ہی ہوتا ہے۔ باپ بچوں کا ذمہ دار ہوتا ہے، اگر ان کے پاس کوئی دلائل ہیں اور اس میں کوئی بہتری لانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے کمیٹی میں چلا جائے لیکن جو اصول ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ According to the Islamic Law father is the guardian of the children. لیکن اگر ایسی کوئی صورت حال بنتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں father insane ہے، ذہنی طور پر کوئی issue ہے تو پھر کیا ہوگا، ٹھیک ہے اس کو کمیٹی میں discuss کر لیا جائے۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 3, Senator Mohsin Aziz.

Senator Mohsin Aziz: I, Sentor Mohsin Aziz, move to introduce the Bill further to amend the Guardians and Wards Act, 1890 [The Guardians and Wards (Amendment) Bill, 2021].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

رضا ربانی صاحب نے ابھی گزارش کی ہے کہ وہ تھوڑی دیر بعد آئیں گے،اس کو last میں لے لیں گے۔

Yes, Adviser to the Prime Minister on Parliamentary Affairs.

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan (Adviser to the PM on Parliamentary Affairs): Thank you. I have a constitutional objection,

جب رضا صاحب آئیں گے کہ وہ بل کس طرح سے lay کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ Order No. 6. Senator Seemee Ezdi.

<u>Introduction of 'The Constitution (Amendment) Bill, 2021' (Amendment of Article 59)</u>

Senator Seemee Ezdi: I Senator Seemee Ezdi, move for leave to introduce a Bill further to amend Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Article 59).

Mr. Chairman: Yes, Minister sahib. Is it opposed?

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: In my opinion both are Constitutional amendment Bills. It is not justified that one is objected,

اس کو ذراhold کرلیں، اس پر بات ہو جائے گی تو اس کے بعد دیکھ لیجیئے گا۔

جناب چیئرمین: اس کے بارے میں آپ بتائیں، oppose کر رہے ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ اس کو کمیٹی میں بھیجنا ہے یا نہیں، بس یہی ہمارا فیصلہ ہے۔

جناب ظہیر الدین بابر اعوان: اسی پر تو مجھے اعتراض ہے لیکن I don't want to talk in pieces چار یا پانچ اکٹھا رکھ لیں جب رضا صاحب آئیں گے تو میں بات کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کا تو اس بل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

جناب ظہیر الدین بابر اعوان: Constitutional amendment پر میں نے بات کرنی ہے.let him come

جناب چیئرمین: یہ different ہے، اس کا آپ بتائیں۔

جناب ظہیر الدین بابر اعوان: چلیے میں کہہ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں ان کی سن لوں، پھر آپ کو سن لوں گا۔جی بتائیں، سینیٹر بہرہ مند تنگی، مہربانی کریں۔جی بابر اعوان صاحب۔

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Kindly see Rules No. 100 and 31 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012. Constitutional Amendment Bills; I will read for the time being one. "In respect of a Bill seeking to amend the Constitution, the provisions of this Rule shall apply in addition to provisions of Rules 118 to 125 and 128 to 129 of this chapter in so far as they are not inconsistent with any provision of this Rule." I have gone through 118 to 125 and 128 to 129, they are silent about the Constitutional Amendment Bills. This is not an ordinary Bill, this is kept at two places, one in the subordinate legislation which are the rules I am reading

right now, second is the superior legislation which is the Constitution.

Now let me read furthermore so far as they are inconsistent with any provision of this Rule or Article 239 of the Constitution. Now I take you to Article 239 of the Constitution. This is Chapter-11, row one of the Constitution, which says "a Bill to amend the Constitution may originate in either House and when the Bill has been passed by the votes of not less than two-third of the total membership of the House, it shall be transmitted to the other House. Now a question has arisen which is very important question to deal with. Before I go to the question, I must read just one more Article of the Constitution which is 67, 67 is the Article under which the rules are framed and I take, sir, you to the first proviso which is in sub-Article-1. "Subject to the Constitution a House may make rules for regulating its procedure and conduct of Business so this Rule which I am referring to, 131, this Rule is about Constitutional amendment under which this House has power to regulate its procedure, now the point which I am raising is that either we have to refer Article-239 of the Constitution or we have to refer to the Rules of the Business and Procedure where it has to be mentioned clearly, I repeat clearly because there is another point which was raised in the last and Leader of the House said that we take strong exception and we would like to contest that. Here the Constitutional provision says that whenever a Bill comes, the voting has to take the place for the passage of it but it is, the Rules are silent that how what majority is needed for the purposes of sending

it, accepting it here, how many votes are required and then it can be send to a Committee for further proceeding, one.

Now kindly see another provision which I mention is 63(a) Sub-Article (a) and (c), I will give just one more argument on this. If, I, member of a Parliamentary Party composed of a single political party in a House does such in, such in iii, a Money Bill or a Constitutional amendment Bill and one further thing which I would like to point out is that when we brought the Money Bill on behalf of the Government of Pakistan in the previous session, the honourable Leader of the Opposition aptly and very rightly pointed out that has it been moved in the lower fora? Because the Constitution says, if there is a Money Bill, it has to be moved first in the National Assembly and then it can come over here. Now, unless there is a direction which is given by the Senate of Pakistan and that direction has to be given under Rule-264 which says the Chairman Senate has the residuary powers before seeking the leave, if a ruling is given or a direction is given that we do not want to go away, I have suggested or I am propounding and it can be sent by the simple votes, unless, this is, there in writing then we will be violating the Constitution.

جناب چیئرمین: جی، جناب قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! یہ ایک Bill introduce ہو رہا ہے۔ معزز سینیٹر سیمی ایزدی صاحبہ نے اس کو move کیا ہے، اس کے لیے Minister for Parliamentary Affairs کا ایک point of view آیا ہے، during our time, we had 100 and 4 amendments in the Constitution,

اب اس طرف سے کوئی jurist or legal opinion نہیں آسکتی، اس لیے میں پھر بھی یہ ہی کہوں گا، I will request the honourable Minister, if he put it to the House, they will be defeated, it is better we should refer it to the Committee so they can discuss with our legal experts there and you will be saved from embarrassment.

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے، جناب قائد ایوان۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): جناب چیئرمین! اصل میں یہ دو issues ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جو basically mixed-up ہوگئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جو mixed-up ہوگئے ہیں اور ان کو علیحدہ علیحدہ دیکھنا چاہیے۔ ایک issue یہ ہے جو Bill introduce ہوا، یہ separate issue ہے، ابھی honourable Minister, Babar Awan صاحب نے جو بات کی وہ عام لفظوں میں بڑا simple ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ جو عام legislation ہے اور جو Constitutional legislation ہے، ان دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے۔ Constitutional amendment جب آتی ہے تو ہمیں اس کے لیے two-third majority چاہیے ہوتی ہے اور جب کہ ordinary legislation کے لیے simple majority چاہیے ہوتی ہے، اب ان Bills کو جب ہم ایوان میں ایک motion کے through move کرتے ہیں تو Rules of Business میں وہ جو arguments بنا رہے ہیں، وہ یہ ہیں کہ اگر آپ ان کو ملا کر پڑھیں تو ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ motion move کرنے کے لیے بھی two-third majority چاہیے، motion move کرنے کے لیے بھی وہ ہی rule applicable ہوتا ہے اور ordinary legislation کے لیے different ہے۔ ہمیں اس کو as a debate دیکھنا چاہیے، اس کو کسی چیز پر رکھ لیں، اس میں دونوں اطرف سے جو experts ہیں وہ بیٹھ جائیں، اگر rules میں کوئی بہتری لائی جاسکتی ہے تو ہم بیٹھ کر اس پر کوئی فیصلہ کر لیں، یہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے، یہ بل آیا ہے تو اس بل کو کمیٹی میں جانا چاہیے،

وہاں پر discuss ہو جائے گا۔ یہ بل علیحدہ ہے اور جو honourable Minister Babar Awan صاحب کا نقطہ نظر ہے وہ motion پیش کرنے کے طریقہ کار سے معلق ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، رضا ربانی صاحب کی موجودگی میں بات کرنا چاہ رہا تھا، اس وقت بعد میں اٹھالیں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں، ایک issue اٹھا تھا کہ adviser move کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب وہ تشریف لائیں گے، ان کے arguments اور دوسری طرف کے arguments بھی لیں۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ لے لیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: اس پر بھی کوئی ruling دے دیں تاکہ کسی قسم کی ambiguity نہ رہے۔

جناب چیئرمین: جی بالکل، گزارش یہ ہے، یہ جو motion move کرنے کے بارے میں بابر اعوان صاحب بات کر رہے ہیں، اس میں rules کو اس لیے flexible رکھا گیا ہے تاکہ Parliament کا ہر ممبر اپنا بل ایوان میں لاسکے اور جہاں تک passage کی بات ہے اس کے لیے two-third majority کی ضرورت ہو، میں ان شاء اللہ اس پر ایک detailed ruling House میں دوں گا اور ابھی جیسے practice چل رہی ہے اسی طرح continue کریں گے، جی آپ اپنا بل پڑھیں، آپ نے پڑھ لیا تھا؟

سینیٹر سیمی ایزدی: جی میں نے پڑھ لیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی میں ابھی اس کو ایوان میں put کروں اس کے بعد آپ بات کریں۔

سینیٹر سیمی ایزدی: جی جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 7. Senator Seemee Ezdi, please move Order No. 07.

Introduction of 'The Constitution (Amendment) Bill, 2021'

Senator Seemee Ezdi: I, Senator Seemee Ezdi, move to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021].

جناب چیئرمین! میں کچھ explain کردوں؟

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے ہوگیا۔

The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

وہاں پر discuss کریں پھر جب ایوان میں لائیں گے پھر اس پر discuss کریں گے۔

Order No.08. Senator Fawzia Arshad and Seemee Ezdi, Senator Fawzia Arshad, please move Order No. 8.

Introduction of 'The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2020'

Senator Fawzia Arshad: I, Senator Fawzia Arshad, move that the Bill further to amend the Islamabad Rent Restriction Ordinance, 2001 [The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2020], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Minister for Parliamentary Affairs, is it opposed?

جناب علی محمد خان: میں معزز سینیٹر صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ ہمیں تھوڑا سا اس پر brief کردیں۔

جناب چیئرمین: یہ نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر آیا ہے۔ سینیٹر صاحبہ، اس بل کے بارے میں بتائیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: یہ بل پہلے بھی کافی مرتبہ معزز ممبران کی جانب سے پیش کیا گیا جس میں جناب بابر اعوان صاحب، میاں اسلم صاحب، حنان اور منان صاحب نے اس کو پیش کیا۔ اس کے بعد

اسد عمر صاحب نے بھی پیش کیا۔ اب اکتوبر میں، ہمارے یہ تینوں MNAs اسلام آباد کے ہیں، انہوں نے اس پر بڑا جوش وخروش اور والہانہ طریقے سے کام کیا ہے۔ اس میں حقوق قانون کرایہ داری پر زور دیا گیا ہے ۔ ہمارے جتنے صوبے ہیں ان میں یہ قانون ہے جس میں Rent Restriction Ordinance ہے مگر اسلام آباد میں یہ Ordinance اتنا پائیدار نہیں ہے۔اس میں بہت زیادہ کمزوریاں ہیں ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے دوبارہ amendment کے لیے لایا گیا ہے۔ نیشنل اسمبلی نے اس کو پاس کر دیا ہے۔ گزارش ہے کہ ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ اس بل میں right of appeal بھی ہے، اس میں Dispute Resolution Committee بھی ہے۔ Dispute Resolution Committee کے President Chamber of Commerce ہوں گے وہ اس کو head کریں گے۔ اس میں tenant and land lord کے جتنے بھی relationships ہیں ان میں سب کو آسانیاں ہوں۔ دونوں کو equally complement کر سکتے ہیں۔ ابھی تک کبھی ایک کا پلڑا بھاری ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔اس کے علاوہ جو دکاندار اور تاجران ہیں ان کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہو جاتی ہے۔ اتنا زیادہ کرایہ آجاتا ہے کہ ان کو دکان خالی کرنا پڑ جاتی ہے۔ ہمارے غریب تاجران کو بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs, please.

جناب علی محمد خان: یہ ایک بہت اچھا بل ہے۔ خاص طور پر اسلام آباد میں ایک بہت بڑا issue ہے کہ جو پاکستانی، پاکستان سے باہر رہتے ہیں وہ بدقسمتی سے کسی کو اپنا گھر نہیں دے سکتے۔ جیسے ہی وہ گھر کرائے پر دیتے ہیں تو ان کو پتا ہوتا ہے that he is going abroad and he will not be able to contest with the case for the rest of life تو وہ قبضہ کر لیتے ہیں۔ یہ قبضہ مافیا اور اس طرح کی اور چیزوں کے لیے ایک اچھا بل ہے۔ میں حکومت کی طرف سے اس کو support کرتا ہوں oppose نہیں کرتا۔ میری request ہوگی کہ یہ عوامی مفاد کا بل ہے اگر Opposition Benches سے بھی اس کو support مل جائے، so on Government side it's not opposed.

Mr. Chairman: Leader of the Opposition, please.

Senator Syed Yousaf Raza Gillani: Send it to the Standing Committee.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 10, Senator Saadia Abbasi, please move Order No. 10.

Introduction of 'The Islamabad Capital Territory Prohibition of Corporal Punishment Bill, 2021'

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman. I move the Bill to make provisions for prohibition of corporal punishment against children [The Islamabad Capital Territory Prohibition of Corporal Punishment Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs, is it opposed?

Mr. Ali Muhammad Khan: Not opposed.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے کمیٹی کو بھجوادیتے ہیں۔Leader of the House please.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! صرف اتنی سی گزارش ہے کہ ایک Government کا بھی Bill اس پر آیا ہوا ہے مگر وہ ابھی Ministry میں ہے۔اصولی طور پر ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Leader of the House کی بات سنیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو ضرور کمیٹی میں بھیجیں۔وہاں یہ discuss ہو جائے کیونکہ اس پر کچھ diversions use ہوئی ہیں وہ بھی وہاں پر آ جائیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے۔میں صرف record کے لیے کہہ رہا ہوں کہ ایسا ایک Bill اس سے پہلے

Government کا بھی آیا ہوا ہے مگر آپ کو پتا ہے کیونکہ حکومتی بل نے مختلف Ministries سے vet ہونا ہے in between یہ آگیا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition, please.

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! جہاں تک اس بل کا تعلق ہے we support it, we do not oppose it. جو بات Leader of the House کر رہے ہیں تو ابھی آپ کا کوئی بل آنا ہے یا آ چکا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: ابھی آنا ہے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: ابھی آنا ہے تو جب آئے گا دیکھا جائے گا، refer it to the Standing Committee.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

ہمارے پاس visitors' gallery میں سابقہ سینیٹر سعید الحسن مندوخیل صاحب، ان کے ساتھ میر عاصم کرد گیلو صاحب جو کہ former Minister for Finance, Balochistan ہیں، ان کے ساتھ سندھ کے MPA جام شبیر علی صاحب اور ذوالفقار علی شاہ صاحب موجود ہیں، welcome to the House.

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Order No. 12, stands in the name of Senator Mohsin Aziz, please move the resolution.

<u>Resolution moved by Senator Mohsin Aziz regarding operationalization of PIA flights between Peshawar and Lahore on regular basis</u>

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz, move the following resolution:-

"This House strongly recommends that the Government should take necessary steps for operating PIA flights between Peshawar and Lahore on regular basis."

Mr. Chairman: Is it opposed?

منسٹر صاحب بات کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! میں اس کے متعلق بات کر لوں؟

جناب چیئرمین: آپ کی بات آ گئی ہے، resolution پر آپ کیا بات کریں گے۔ پہلے منسٹر صاحب کو سن لیں اگر یہ oppose کرتے ہیں تو پھر بات کریں گے، منسٹر صاحب۔

Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ، بہت اچھی resolution ہے۔ پشاور خیبر پختونخوا کا دارالخلافہ ہے۔ ایک ایسا شہر جہاں سے لاکھوں مزدور اور ہزاروں businessmen کو روزانہ کی بنیاد پر travel کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے honourable Senator Mohsin Aziz Sahib کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ یہ جو resolution لانا چاہ رہے ہیں کہ پشاور سے لاہور flights start ہوں تو اس پر already ہم کام کر چکے ہیں۔ اس کی feasibility دیکھی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ جب مستقبل قریب میں start ہوں گی تو اس میں بہت سارا credit سینیٹر محسن عزیز صاحب کو بھی جائے گا کہ آج وہ یہ resolution لے کر آئے ہیں۔ میں ان کو ایک اور خوشی کی خبر یہ دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے بڑے عرصے کے بعد پشاور میں جو کہ international flights آتی تھیں تو بہت عرصے سے ہماری کچھ flights بند پڑی تھیں الحمد للہ اس وقت پشاور سے ماضی میں جتنی flights جاتی تھیں سب کی سب start ہو چکی ہیں۔ دوحہ، ابو ظہبی، UAE اور خاص کر سعودی عرب جہاں ہمارے ہزاروں، لاکھوں مزدور مہمند ڈسٹرکٹ اور باجوڑ سے اور ساتھ میں خیبر ڈسٹرکٹ ہے، پشاور ویلی اور پھر ہزارہ کا اور ایک اور جو issue ہوتا تھا کہ جو ملائشیا میں ہمارے مزدور جاتے تھے they had to go from Karachi ان کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ پشاور سے تو نہیں لیکن ہم ان کو اسلام آباد سے fly کروا رہے ہیں کہ ہمارا مزدور جو کہ زیادہ تر بونیر، میرے علاقے مردان اور مالاکنڈ ڈسٹرکٹ وغیرہ کا تھا sir they had to go to Karachi وہاں پر ان کو stay کرنا پڑتا تھا۔ چھوٹی، چھوٹی چیزوں پر issues بنا کر ان کی flights cancel کر دی جاتی تھیں۔ اب وہ سارے کے سارے اسلام آباد سے جا رہے ہیں جو بونیر کا علاقہ ہے ان کو اسلام آباد اور پشاور تقریباً ایک ہی distance پڑتا ہے۔ ایک اور خوشی کی خبر جس پر میں Friday والے دن شاید بات کر بھی چکا تھا جناب صرف دس سیکنڈ اور لوں گا کہ جہاں

پشاور سے لاہور flights ہمارا ان شاء اللہ ارادہ ہے وہاں ایک خوشی کی خبر یہ ہے کہ سوات، سیدو شریف جس میں بڑا credit ہمارے چھوٹے بھائی مراد سعید صاحب بیٹھے ہیں ان کو جاتا ہے۔ انہوں نے اور محمود خان صاحب نے وزیر اعظم صاحب سے درخواست کرکے، اس وقت ہفتے ہیں دو flights سیدو شریف دوبارہ start ہو چکی ہیں۔ Tourists کے لیے بہترین موقع ہے، یہ ساری achievements ہیں۔ جہاں ہم negative چیزوں کی طرف دیکھتے ہیں حکومت اگر کچھ positive کر رہی ہے تو اس کو appreciate کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، Leader of the Opposition کھڑے ہیں۔ پیر صاحب بیٹھ جائیں۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! سینیٹر محسن عزیز صاحب نے جو یہ resolution move کی ہے this is long standing demand of the people belonging to Khyber Pakhtunkhwa. پشاور خیبر پختونخوا کا Capital ہے اور لاہور پنجاب کا Capital ہے۔ تمام overseas جو دبئی اور دوسری جگہوں سے آتے ہیں ان کے لیے connectivity کا بڑا issue ہے I fully support and endorse it کہ یہ ایک بہت long standing issue ہے۔ اس کو resolve ہونا چاہیے۔ میں اس موقع پر دوسری باتیں اس لیے نہیں کرتا because I have to follow the agenda, thank you.

جناب چیئرمین: سینیٹر پیر صابر شاہ صاحب۔

سینیٹر پیر صابر شاہ: میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی خوش خبریاں سنائیں لیکن ایک چیز کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پشاور سے flights تو چلیں گی لیکن سعودی عرب میں جو ہمارے مزدور جا رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ ایک different subject ہے بعد میں اس پر بات کر لیں۔ یہ question hour نہیں resolution ہے۔

سینیٹر سید محمد صابر شاہ: جناب! ان کی vaccination یہاں پر China کی ہو رہی۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اس پر ہاؤس میں پوری discussion ہو چکی ہے سینیٹر پیر صابر شاہ صاحب، شکریہ۔

I now put the resolution before the House. It has been moved that the House strongly recommends that the Government should take necessary steps for operating PIA flights between Peshawar and Lahore on regular basis.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously.

جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: سب سے پہلے میں سارے ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس resolution کو پاس کرنے میں مدد فرمائی۔ میں منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج آکر یہ بات کہی کہ اس کو ان شاء اللہ جلد از جلد resolve کیا جائے گا۔ میں یہاں یہ ضرور کہتا چلوں کہ past میں آج سے تقریباً 20 سے 22 سال پہلے یہاں پر صرف دو flights آیا کرتی تھیں۔ ایک صبح indirect flight جو براستہ کراچی، لاہور، پشاور آتی تھی اور پھر وہی flight واپس براستہ پشاور، لاہور، کراچی جایا کرتی تھی۔ ایک foker flight شام کے وقت system میں موجود تھی۔ آہستہ آہستہ صبح کی ایک flight بند ہو گئی اور شام کی ایک flight رہ گئی اور پھر یہ flight alternate days پر آئی، finally پھر اسے ختم کر دیا گیا۔ میں موجودہ حکومت کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمام صاحبان جو اس کے لئے کام کر رہے ہیں، تمام اپوزیشن کا، تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہماری connectivity کے لیے، ہماری communication کے لیے، ہمارے لاہور کے بھائیوں کے ساتھ connection کے لیے بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے بھی کہا کہ یہاں disparity create ہو رہی ہے اور اس کی وجہ deprivation بھی create ہوتی ہے۔ میں اس اقدام کی تعریف بھی کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ کام جلد از جلد ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: We now move on to Order No.13, stands in the name of Senator Faisal Saleem Rehman, please move the resolution.

Resolution moved by Senator Faisal Saleem Rehman regarding vaccination of personnel of Civil Administration and Law Enforcement Agencies

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Senator Faisal Saleem Rehman, move the following Resolution:-

> "The Government of Pakistan is cognizant that Pakistan like every other country is making continuous efforts to combat COVID-19 pandemic for which the healthcare workers were on the priority list to be vaccinated. However, the national and international trends have identified another key player in addition to the front-line workers that are directly exposed to the virus which are the police, rangers and administrative officers and staff. These officials that are on ground are helping the Government of Pakistan in maintaining order through enforcing lockdowns and making sure that the public follow the Standard Operating Procedures (SOPs) laid down in order to deal with the ongoing pandemic and are also providing assistance as well as information to the public. The officials aforementioned, are working closely to stem the outbreak, therefore, they are as much exposed to COVID-19 as healthcare workers working in hospitals. As the House is aware numerous officials have lost their lives while safeguarding the public from the pandemic. The House, therefore, urges the

Government to prioritize the vaccination of aforesaid law enforcing personnel working on ground as they are working tirelessly to ensure SOPs, maintaining law and order and are therefore, put at risk in order to perform their duties."

Mr. Chairman: Is it opposed, Minister Sahib?

Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs

جناب علی محمد خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین! یہ issue محترم سینیٹر سلیم رحمان صاحب نے اس ایوان میں اٹھایا ہے۔ یہ میرے مردان سے co-parliamentarian بھی ہیں اور مردان کے لیے یہ ایک اعزاز کی بات ہے کہ ماضی میں بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس ضلع سے اچھے parliamentarians آتے رہے ہیں۔جناب چیئرمین! میرے خیال میں ہم اسے oppose تو نہیں کرتے اور نہ ہی یہ oppose کرنے والا بنتا ہے۔ یہ اس ایوان میں دو تین ہفتے late ہو چکا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ yes, around a month ago یہ بہت valid رہتا۔ ہم اس کو acknowledge بھی کرتے ہیں کہ جو ہمارے health workers نے قربانیاں دی ہیں۔اُن میں doctors, nurses and paramedics شامل ہیں۔جس طرح سینیٹر فیصل صاحب نے نشان دہی کی اور میں سمجھتا ہوں جو بالکل correct ہے کہ civil administration, police and rangers جنہوں نے اُن تمام کو help کیا ہے وہ بھی equally اس بیماری کے سامنے vulnerable تھے لیکن کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ ہماری Civil Administration, Deputy Commissioners and their subordinate staff اُن تمام نے اس pandemic میں تندہی سے کام کیا ہے اور ہم نے انہیں بھرپور کام کرتے بھی دیکھا ہے۔

جناب چیئرمین! اب وہ age limits والے issues نہیں رہے، پہلے 60 years کے لیے تھا، پھر 50 years، پھر 40 years ، پھر 30 years اور اب 19 سے onwards کسی کو بھی first come first basis پر وہ مل جاتا ہے تو یہ جان کر انہیں خوشی ہوگی کہ اب کوئی ایسی restrictions نہیں ہیں۔ میں تھوڑے سے figures یہاں

صرف 30 seconds لے کر اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں جسے سن کر یقیناً تمام ممبران کو خوشی ہو گی۔ ہمارے کچھ نادان دوستوں نے حکومت وقت پر کچھ negative propaganda بھی کیا۔ آج دُنیا نے دیکھ لیا کہ وزیر اعظم عمران خان صاحب کا جو smart lockdown کا concept تھا۔ آج America , UK یا انڈیا جیسے ملکوں کی معیشت negative GDPs میں ہے۔ پاکستان کی GDP 4% economy کو touch کر رہی ہے۔ ہماری حکومت نے people friendly policies بنائیں جس کی وجہ سے لوگوں کا کاروبار متاثر نہیں ہوا۔ ہمارے خلاف ایک negative propaganda کیا گیا کہ خدانخواستہ ہم چندہ مانگ کر یا لوگوں کو request کرکے عوام کو help out کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت نے 150 million dollars اُن ساری doses کے لیے دیے ہیں۔ اس میں 100 million dollars خرچ ہو چکے ہیں اور 30 million dollars کے contracts کیے جا چکے ہیں۔ Three months میں یہ ساری doses بھی آ جائیں گی اور یہ بھی آپ کو جان کر خوشی ہو گی کہ ECC نے آج مزید 130 million dollars ادویات کی خریداری کے لیے ادا کر دیے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر فیصل سلیم صاحب! کیا آپ ابھی بھی چاہتے ہیں کہ اس کو ایوان سے پاس کیا جائے یا نہیں؟

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: جناب چیئرمین! اس میں کچھ addition کی ضرورت ہے کہ مستقبل میں بہتری آ سکے۔ میں نے یہ resolution ایک مہینہ پہلے Secretariat میں جمع کروائی تھی۔ اس عرصہ میں ماشاء اللہ ہماری حکومت نے بہت اچھے طریقے سے کام کیا اور پہلے 60 years کے لیے تھا، پھر 50 years، پھر 40 years، پھر 30 years اور اب 19 سے onwards کسی کو بھی first come first basis پر vaccination لگائی جا رہی ہے۔ What I would request کہ future کے لیے اس میں یہ add کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ بعد میں ہم اسے لے آئیں گے اگر اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ جی جناب قائد حزب اختلاف پلیز۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: چیئرمین صاحب ! سینیٹر فیصل سلیم رحمان صاحب نے جو resolution move کیا ہے، it is extremely important. میں سمجھتا ہوں کہ subject matter of this resolution is just and noble اور اس پر کوئی denial بھی نہیں ہے law enforcement agencies جو ہیں،
as a frontline workers, heroes in the battle against COVID-19, many countries like USA and Canada in which they have already declared personnel of law enforcement agencies and administrative staff responsible for SOPs, lockdown as essential frontline workers for the purposes of vaccination. I support it.

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ وہ ابھی stress نہیں کر رہے، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے بعد میں لے آئیں گے۔ جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

Order No. 14 stands in the name of Senator Kamran Murtaza sahib, please move the resolution.

Resolution moved by Senator Kamran Murtaza regarding provision of internet services across the Province of Balochistan

Senator Kamran Murtaza: Mr. Chairman, I, Senator Kamran Murtaza, move the following resolution:-

"This House urges upon the Government to take concrete steps for provision of internet services across the Province of Balochistan."

جناب چیئرمین: جی، اس کے بارے میں کچھ بتائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے اور ہم سب بلوچستان سے elect ہو کر اس ایوان میں آئے ہیں اور یہ House of the Federation ہے۔ ہم Senators اس ایوان میں ¼ حصہ بلوچستان سے ہیں۔ رقبہ کے حوالے سے بلوچستان پاکستان کی کل آبادی کا 43% ہے۔ کچھ روز قبل سینیٹر کہدہ بابر نے بھی اس پر

بات کی تھی کہ 43% رقبے میں سے تقریباً 85% آبادی کے علاقے میں internet کی سہولت میسر نہیں ہے۔ یہ internet کا زمانہ ہے۔ آج کل online classes ہوتی ہیں، اس دور میں بھی ہمارے TV and Radio Stations کے باہر لکھا ہوا ہے کہ تصویر لینا منع ہے۔ آج بھی دہشت گردی اور smuggling کے نام پر ہمارے 85% علاقے میں internet کی سہولت میسر نہیں ہے۔ Internet کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بچوں کی پڑھائی کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ بلوچستان میں لوگوں کے کاروبار کا نقصان ہو رہا ہے، ہمارے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ آج کی دُنیا میں سارا کام internet پر online ہوتا ہے، جب سارا کام online ہوتا ہے تو پھر 85% بلوچستان کو اس سہولت سے دہشت گردی کے نام پر یا پھر کسی اور وجہ سے محروم رکھنا سراسر زیادتی ہے۔ یہ سہولت اگر across the provinces ہے۔ ہمارے بلوچستان کے کچھ شہر جو کہ borders کے ساتھ ہیں وہاں بھی یہ سہولت میسر ہے۔ اس بات کو بنیاد بنا کر اس internet کی service کو بلوچستان کے باقی اضلاع کے لیے روک دینا جہاں کچھ اضلاع میں تو internet services موجود ہوں اور باقی علاقوں اور شہروں میں اس سہولت کی عدم دستیابی ہو یہ بلوچستان کے ساتھ نہ صرف زیادتی ہو گی بلکہ بنیادی حقوق کی فراہمی میں سے بھی یہ اس کا ایک denial ہے۔

Mr. Chairman: Leader of the House, is it opposed?

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے ایک بہت اہم نقطہ اٹھایا ہے اور اس کو ہم بالکل oppose نہیں کر رہے۔ یہ بات درست ہے جس طرح باقی صوبے ہیں اسی طرح بلوچستان کا بھی حق ہے کہ انہیں بھی برابر کی سہولیات ملیں، خصوصاً internet کی سہولت۔ سینیٹر کامران صاحب نے کچھ باتیں کیں، میں اس حوالے سے یہاں بتانا چاہوں گا کہ تحریک انصاف کی حکومت ایک وژن لے کر چل رہی ہے اور وہ ہے Digital Pakistan Vision. جب ہماری حکومت Digital Pakistan Vision کی بات کرتی ہے تو ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل نئی technologies کو adopt کرنے کے ساتھ ہے، ملک کا کوئی حصہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ان technologies سے فائدہ نہ اٹھائے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ IT infrastructure اس سارے سسٹم کی backbone ہے، telecom companies کا ایک commercial interest بھی ہوتا ہے جس بنیاد پر وہ مختلف projects لگاتی ہیں۔ بلوچستان میں density of population کم تھی جس کی وجہ سے وہاں پر commercial interest نہیں تھا۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے special fund, USF (Universal Service Fund) قائم کیا گیا، جس کے تحت subsidy دی جائے تاکہ یہ project I.T کے ان دور دراز کے علاقوں میں بھی قائم ہو سکے۔ میں بتانا چاہوں گا کہ ابھی تک 1800 کلومیٹر fibre optic lay کی جا چکی ہے، سوا آٹھ ارب روپے کے منصوبے approved ہیں، جس سے 2.3 million کی آبادی، بلوچستان کے 12 districts cover ہوں گے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ ابھی حال ہی میں 2.7 billion کا contract USF نے Ufone کے ساتھ sign کیا جو کہ seamless, broadband coverage کے حوالے سے تھا، یہ حب سے جیونی تک ہے۔

جناب چیئرمین! USF نے MoIT کے ساتھ مل کر 7 ارب روپے کا high speed broadband services کا بھی contract کیا ہے جو کہ ان شاء اللہ 12 سے 18 ماہ میں complete ہو جائے گا۔ چاغی، نوشکی، بولان، مستونگ، پنجگور، گوادر، زیارت، جعفر آباد اور پشین، یہ سارے districts اس سے استفادہ حاصل کریں گے، infrastructure اس کا ایک حصہ ہے۔ دوسری بات hardware کی ہوئی جس میں cell phones وغیر شامل ہیں، ان کو بھی آسانی سے اور کم قیمت پر دستیاب ہونا ضروری ہے، یہ تبھی possible ہوگا کہ جب ہم local industries کی production شروع کریں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ local mobile phones کو manufacture کرنے کا 12 local companies کو لائسنس دیا گیا ہے، جس سے یہ issue بھی حل ہو جائے گا۔

تیسری بات صرف ایجوکیشن نہیں، ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ technology کے حوالے سے بے شمار اور مواقع کھل رہے ہیں، جس میں ہمارے نوجوانوں کے لیے E-commerce بہت اہم ہے اور یہ بھی بڑی خوش خبری کی بات ہے کہ پاکستان کو AMAZON نے ابھی sellers list میں شامل کیا ہے جس سے ہمارے دور دراز کے علاقوں

میں بیٹھے نوجوان استفادہ حاصل کر سکیں گے، میرے پاس complete list موجود ہے، میں یہ لسٹ انہیں مہیا کر دوں گا۔

جناب چیئرمین! 19-2018 میں 75 کروڑ کی لاگت سے لسبیلہ، آواران، گوادر، کیچ کا project complete ہو چکا ہے۔ 25 کروڑ کی لاگت سے لسبیلہ، خضدار، مستونگ، قلات، کوئٹہ، جعفرآباد، نصیرآباد، لہڑی، کچی اور سبی 25 فیصد complete ہو چکا ہے۔ تیسرا project پشین، قلعہ سیف اللہ، ژوب، شیرانی، لورالائی، موسیٰ خیل اور بارکھان 75 فیصد complete ہو چکا ہے۔ 21-2020 میں بھی کافی projects رکھے گئے، میں صرف تین بڑے projects کے نام لیتا ہوں، چاغی، نوشکی، پشین، کوئٹہ اور قلعہ عبداللہ کے لیے ایک ارب کی subsidy ہے، کیچ اور پنجگور کے لیے دو ارب کی subsidy ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کی ترقی کے بغیر پاکستان کی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition, please.

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! بلوچستان ایریا کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور وہاں پر پس ماندگی بھی سب سے زیادہ ہے۔ میرے دور میں آغاز حقوق بلوچستان کا اجرا ہوا تھا تاکہ انہیں maximum facilities مل سکیں۔ NFC Award کے مطابق ان کے وسائل اور ان کی royalties بڑھیں اور انہیں ownership بھی دی گئی۔ Yourself belong to Balochistan and you know about that. سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے internet services کی بات کی ہے، یہ ان کا بنیادی حق ہے اور انہیں ملنا چاہیے، ٹھیک ہے کہ Leader of the House نے کہا کہ ایجوکیشن سے ہٹ کر بھی انہیں facilitate کیا جائے گا، telehealth اور دیگر چیزیں بھی ہیں جس کے ذریعے انہیں ترقی دی جا سکتی ہے مگر سب سے زیادہ online education کی ضرورت ہے۔ How you can deprive the area of Balochistan, which is already deprived, انہیں اس ایجوکیشن سے محروم نہ رکھا جائے، وہ تو پہلے ہی محروم ہیں۔ میں insist کروں گا کہ اسے accept کیا جائے۔

Mr. Chairman: OK. I now put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairaman: The resolution is unanimously passed. Order No.15, stands in the name of Senator Seemee Ezdi. Please, move the resolution.

Resolution moved by Senator Seemee Ezdi regarding measures to increase the number of women officers at decision making positions in the Federal Government institutions

Senator Seemee Ezdi: I, Senator Seemee Ezdi, move the following resslution:-

"Recognizing Pakistan's commitment in fulfilling Sustainable Development Goal-5 encompassing a continued commitment to achieve gender equality as state's responsibility to "ensure" women's full and effective participation and equal opportunities for leadership at all levels of decision-making in political, economic and public life;

Cognizant of the fact that women constitute half of our population share but despite that their share in decision-making and senior positions level and leadership is small and shows no clear trend towards improvement;

This House recommends that the Government should initiate a review process through all Ministries in order to ascertain the following areas:

a) To update the ratio of female officers at senior positions in all the Government entities and institutions;

b) To identify the gaps in gender inequality at senior level positions indicating also the reasons of the lower number of female officers thereof;

This House further recommends that on the basis of the review action conducted by the relevant quarters the Government should take immediate measures to increase the number of women officers at decision making positions and ensure their meaningful representation at all levels in the Federal Government entities / institutions."

جناب چیئرمین! میں بتاتی چلوں کہ ہماری حکومت آنے سے پہلے بہت کم خواتین high positions پر نظر آتی تھیں، جب سے PTI کی حکومت آئی ہے تو اس میں بہت فرق پڑا ہے مگر ہر institution میں improvement کی کافی گنجائش ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کوئی oppose resolution تو نہیں کر رہا۔ منسٹر صاحب سے پوچھنا پڑے گا۔

Is it opposed?

Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs

جناب علی محمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اسے oppose کر کے گھر جا کر مار کھانی ہے۔ یہ بہت زبردست resolution ہے۔ الحمدللہ ہمارا اس امت سے تعلق ہے جس نے پہلی بار خاتون کو وہ عزت دی جو اس کا مقام ہے۔ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ وہ ایک واقعہ بہت عجیب ہے کہ جس میں ایک بچی کی کہانی ہے کہ ایک بچی کو اس کا باپ زمین میں گاڑھنے کے لیے لے جا رہا تھا اور وہ بچی اپنے باپ کی help کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہمارے دین اور ہمارے ملک کی سیاست نے بھی ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ خاتون باعث شرم نہیں بلکہ باعث عزت ہے، ہمارے گھر کا فخر اور ہمارے سر کا تاج ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے سب سے بہترین مرد وہ ہے جو اپنی بیوی سے بہتر سلوک کرتا ہے اور یاد رکھو میں تمہاری ماں حضرت عائشہؓ سے سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو اور اپنی زوجہ حضرت خدیجہؓ کو عزت دی۔ رسالت کے پہلے سالوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا جو کردار ان کی زندگی میں رہا، الحمدللہ ہمارے آئمہ اسے لے کر چلے، علمائے کرام نے جو ہماری تربیت کی۔ آپ کے اور ہمارے قائد محمد علی جناحؒ نے اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کو جو مقام دیا۔ پاکستان کی سیاست میں محترمہ فاطمہ جناحؒ کا کردار بہت اہم رہا، وہ اپنے بھائی کی ڈھال رہیں، وہ اس وقت کے آمر کے خلاف کھڑی ہوئیں۔ Islamic world کی پہلی خاتون وزیراعظم شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ ہمارے ملک سے ہیں، شاید Islamic world کی پہلی سپیکر محترمہ فہمیدہ مرزا صاحبہ کو یہ اعزاز حاصل ہے، وہ ابھی بھی ہماری MNA ہیں۔ اس ہاؤس میں خواتین کے لیے جو سینیٹر سیمی ایزدی صاحبہ کی spirit ہے، وہی spirit ہمارے وزیراعظم عمران خان صاحب کی بھی ہے، جب ان کی والدہ کینسر سے فوت ہوئیں تو انہوں نے ان کے نام پر ایک کینسر ہسپتال بنایا، یہ بات ان کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے کہ میرے پاس تو سہولت تھی لیکن میں چاہتا تھا کہ میرے ملک کے غریبوں کو وہ سہولت ملے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے جو لوگ شوکت خانم کینسر ہسپتال سے علاج کراتے ہیں اور غریب بچے صحت یاب ہوتے ہیں تو یہ ان کے اور ان کے لواحقین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ہم بالکل اس resolution کے ساتھ ہیں۔

جناب! میں دو تین چیزیں سامنے رکھتا ہوں کہ لوگوں کی سوچ میں بڑی تبدیلی آئی ہے، پہلے بچیاں صرف medicine and teaching میں آتی تھیں۔ الحمدللہ اب خواتین fighter pilot بھی آ رہی ہیں، army, police, CSS and PCS اور civil service میں آ رہی ہیں۔ انہوں نے senior position کی بات کی ہے since یہ جو ایک shift ہوا ہے اور زیادہ خواتین ان fields کی طرف آئی ہیں، you take some time, for example, بچیاں PSP میں ASP position پر حال ہی میں آئی ہیں یا Assistant Commissioner بنی ہیں۔ اب ان کو 20 and 22 grade تک پہنچنے میں تقریباً کم از کم 15 سال لگتے ہیں تو یہ ایک issue ہے۔ ہمارے معاشرے میں صرف روزگار کا مسئلہ نہیں ہے اور مسائل بھی ہیں، for example accommodation کے issues ہیں، work place harassment کے issues بالکل موجود ہیں۔ جو خواتین شادی شدہ ہیں اور ان کے چھوٹے بچے ہیں، ہر Ministry and Division میں

they have to take care for their ، kindergarten کی سہولتیں نہیں ہیں، kids کہ انہوں نے اپنے بچوں کا بھی خیال رکھنا ہے اور گھر کا بھی خیال رکھنا ہے۔ بچہ چھوٹا ہو اور دودھ پیتا بچہ ہو تو there are issues ان کے late night کے بھی issues ہو سکتے ہیں، equal pay کے مسائل آ سکتے ہیں، یہ tendency ہے کہ male کو for the same job زیادہ pay کیا جاتا ہے۔ بہر حال ہم نے اس کو مل کر طے کرنا ہے، حکومت ہر لحاظ سے اس resolution کے ساتھ ہے اور ہم اس کو support کرتے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی قائد حزب اختلاف صاحب۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب! یہ بہت اہم resolution ہے 51% population is the female. میں ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ women and minorities, they are my constituency, I still say that women and minorities, they are my constituency. آپ اگر اس میں محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ کا role دیکھیں گے، مسلم ممالک میں سے پہلی خاتون وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ تھیں بلکہ اسلامی امہ سے تھیں۔ First Foreign Minister of Pakistan was a female, Hina Rabbani Khar Sahiba. Speaker of National Assembly from Peoples Party Fehmida Mirza Sahiba اور اسی طرح کلثوم نواز صاحبہ as a leader ان کا بہت بڑا role ہے۔ میں نے Air Force, army and other fields میں female کے لیے order کیا تھا. and I ordered for the Navy. مجھ سے Naval Chief ملے، انہوں نے کہا کہ آپ نے جب پہلے کہا تو مجھے تحفظات تھے لیکن میں نے جب ایک سال کے بعد پریڈ دیکھی، their performance was far ahead of any other institution. میں سمجھتا ہوں کہ Beijing Conference agreement known as the platform for action dubbed women in power, in decision making one of the twelve critical areas of concern. اس لیے یہ بہت ہی important issue ہے، اگر ہم equal نہیں لے آئیں گے تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے، ان کو in field ہونا چاہیے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ پہلی بات یہ ہے کہ in the Constitution of Pakistan full and complete equality to women has been guaranteed as the fundamental rights to women of Pakistan and the framing of that Constitution had the role of women in the mind when they framed the Constitution. دوسری بات یہ ہے کہ there is nobody denying the rights of women. Every Government in Pakistan, wheel was not invented by the PTI Government. Every Governemnt in Pakistan has ensured equal participation of women in all walks of life and women are performing those duties in Pakistan. To say sir that the House recommends that the Government should take immediate steps to increase the number of women officers in decision making positions. جناب! جو decision making positions پر merit and competitiveness ہوتی ہیں، وہ quotas پر نہیں ہوتی ہیں، وہاں پر quota system نہیں چلتا، وہاں merit پر ہوتا ہے۔ ہماری female officers ambassadors بھی بنی ہیں۔ یوسف رضا صاحب کی Principal Secretary خاتون تھیں، she is on the basis of her competence. یہ اس طرح نہیں ہوتا کہ آپ ایک تعداد لے لیں اور ان کو responsible positions پر ڈالیں۔ Today women are participating in all the walks of life and they are making their way through merit, they are not nominating for any position, they are making it on the basis of their competence, their ability to perform their functions. آپ resolution ضرور pass کریں لیکن ایسی resolutions ہونی چاہئیں جو ground realities پر reflect کریں۔

جناب! آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان میں کہاں خواتین کے خلاف in the matter of jobs discrimination ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ they are performing and they are all performing males, اگر آپ صرف medical colleges list دیکھ لیں تو there are more girls than there are boys today. آپ اسی competitive examinations list کو دیکھ لیں، آپ کو اس میں پتا چلے گا کہ کتنی خواتین آ رہی ہیں اور کتنے مرد آ رہے ہیں۔ We are for enhancement rights of all, this does not mean that we should regress and we should start saying کہ ہم ایک کوٹے پر چلیں یا کوئی مظلوم ہے تو اس کو فوراً ایک responsible position پر ڈال دیں۔ یہاں پر کوئی مظلومیت نہیں ہے،

there is nobody victim here, women are fully participating in all spheres of life in Pakistan and this has been the position since the time that Pakistan was made, Pakistan is not a country that discriminates against the women on the basis of gender. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب۔

Senator Maulana Atta Ur Rehman

سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہماری فاضل رکن سینیٹر سیمی ایزدی صاحبہ قرارداد لائی ہیں، یہ اچھی بات ہے لیکن ہماری محترمہ نے فرمایا کہ کس چیز میں برابری چاہیے۔ میں اگر ان سے request کروں کہ مردوں کو بھی کوئی برابری کے حقوق مل سکتے ہیں۔ شاید ہمارے فاضل ارکین میری تائید کریں گے کہ ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، کون سی ایسی چیز ہے کہ خواتین کو نہیں ملی اور مردوں کو بہت زیادہ مل گئی ہے جس کی وجہ سے آج ان کو یہ قانون سازی کرنے کی ضرورت پڑی ہے۔

جناب! حقیقت یہ ہے کہ ہم مردوں کو بھی وہ حقوق نہیں دے سکے اور ان خواتین کے ہاتھوں نہیں دے سکے، حیرانی کی بات ہے کہ مسئلہ اور معاملہ کیا ہے۔ جہاں تک حقوق کی بات ہے تو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنے حقوق، جتنی عزت اور جتنا احترام اسلام آنے کے بعد خواتین کو دیا ہے اور ان کو شریعت نے عزت دی ہے۔ میرے خیال میں کائنات میں کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو خواتین کو اتنی عزت دیتا ہو یعنی اسلام سے پہلے خواتین کی کیا عزت تھی، کیا کچھ تھا۔ آج جب اسلام سب کچھ دے رہا ہے، ہماری بہن آج بھی سمجھ رہی ہیں کہ ہمیں کوئی برابری نہیں مل رہی۔ میرے خیال میں ہمارے پاکستان کا آئین بھی یہ کہتا ہے کہ شریعت سے ماورا کوئی بھی قانون یہاں پر نہیں بن سکتا۔ جناب! اگر شریعت میں خواتین کو تمام حقوق حاصل ہیں تو آج ان کو یہ ایک ضرورت نظر آ گئی ہے تو میں دوبارہ request کروں گا کہ پھر مردوں کے بھی کچھ حقوق ہیں، ان کو وہ حقوق ملنے چاہئیں جو خواتین کی وجہ سے پامال ہو رہے ہیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ resolution لے آئیں، وہ سارے pass کر دیں گے، آپ کا شکریہ۔ سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔

Senator Hidayatullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ ابھی جس قرارداد پر بات ہو رہی ہے اور ہمارے وزیر جناب علی محمد صاحب نے جس پر کہا ہے۔ میرے خیال میں اس کے بعد اس پر بحث بھی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیے ہیں، انہوں نے اس کے بارے میں واضح کر دیا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور قانون نہیں ہو گا۔ اس میں مزید بات کرنا، وقت ضائع کرنا ہے۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس میں کوئی نئی بات لا رہے ہیں، وہ الگ بات ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (عربی) انہوں نے جہاں پر آدمی کو اختیار دیا ہے، وہاں پر انہوں نے عورت کو بھی یہ کہا ہے بلکہ ان پر فرض کیا ہے کہ جس طرح مرد پر علم حاصل کرنا فرض ہے اس لیے آپ یہ سوچیں کہ یہ عورت کے لیے نہیں ہے۔ عورتوں پر بھی فرض ہے۔ کہا گیا ہے کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین کیوں نہ جانا پڑا اور اس زمانے میں چین بہت دور تھا۔ دوسرا یہ ہے علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر لحد تک۔ جب یہ باتیں انہوں نے فرمائی ہیں اور علی محمد خان صاحب بھی یہ باتیں تسلیم کرتے ہیں اور پھر اسلام کے مطابق وہ تیار ہیں تو میرے خیال میں اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کو کہاں روکا گیا ہے۔ پختونوں کی روایات کے مطابق میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ ہماری عورتیں گھروں

میں ہوتی ہیں اور مرد گھروں سے باہر کام کرتے ہیں، اب وہاں بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ جس طرح سیاست میں پہلے اجازت نہیں تھی تو یہاں میں اپنی لیڈر بیگم نسیم ولی خان صاحبہ کی مثال پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے جس طرح سیاست میں اپنا کردار ادا کیا ہے، وہ کیسے سیاست میں آئیں، کیسے روایات قائم کیں، بڑے بڑے سیاستدانوں کے ساتھ انہوں نے کس طرح سے بڑے بڑے جلسے اور جلوس کیے، اس وقت باچا خان بابا، ولی خان بابا اور اسفندیار خان صاحب سب جیل میں تھے تو انہوں نے کیسے نظام چلایا اور اپنی جماعت کو آگے لے کر چلیں۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ کسی پر پابندی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر خواتین کو اس حد تک اجازت ہے، وہ آفیسر بن سکتی ہے، کسی نے نہیں روکا ہے، وہ عالمہ بن سکتی ہے، لیکن اس دائرے میں رہتے ہوئے جو حقوق ہمیں اسلام سے ملے ہیں۔ میں علی محمد خان کی بات سے agree کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ کا حکم ہے، قرآن کا پیغام اور رسول ﷺ کا فرمان ہے اس کے مطابق ان شاء اللہ ہم ان کا مکمل ساتھ دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: جناب چیئرمین! یہ جو resolution آئی ہے اور سعدیہ عباسی صاحبہ نے جو proviso کہا ہے اس سب سے agree کرتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس ایوان کی طرف دلانا چاہوں گی جو کہ آپ کے اختیار میں ہے، Leader of the House and Leader of the Opposition کے اختیار میں ہے، we would like to see that prorate representation and chairs of the Committees is given to women in this House, because whatever percentage is there, جتنا بھی تناسب ہے اور جو additional بھی آئی ہیں، کیونکہ جیسا کہ میں technocrat ہوں اور یہ ایک additional ہو گئی، تو اس سب کے ساتھ جو percentage بنتی ہے، we are not asking for favour, we are asking for our just right. Thank you so much.

جناب چیئرمین: جی Leader of the House آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! میں ایک بات کی تصحیح کرنا چاہوں گا، محترمہ سعدیہ

عباسی صاحبہ کا مجھے بہت احترام ہے، انہوں نے ایک کوٹا کا لفظ استعمال کیا۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس قرارداد میں کہیں بھی کوٹا کی بات نہیں ہوئی ہے۔ بات equal opportunities کی ہو رہی ہے۔ اس کی جو sense ہے وہ یہ کہ جہاں آپ کو gender gap نظر آتا ہے وہاں آپ evaluate کریں کہ کیا وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے وہاں پر خواتین نظر نہیں آ رہی ہیں۔ اگر وہاں پر کوئی مسائل ہیں تو اسے دور کیا جائے تاکہ خواتین کو بھی برابر کے مواقع ملیں اور وہ ہر جگہ پر جا کر اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed. Order No. 16 is in the name of Senator Mohsin Aziz, please move the resolution.

Resolution moved by Senator Mohsin Aziz regarding improper, unjustified and inequitable credit/lending by the commercial banks in the small provinces

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! یہ قرارداد پیش کرنے سے پہلے میں آپ کی اجازت سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں ایک motion میری طرف سے 13 جولائی، 2020 کو move ہوا تھا۔ جس پر کافی بحث ہوئی تھی اور وہ Finance Committee کو refer ہو گیا تھا جس کو فاروق نائیک صاحب head کرتے تھے۔ اس پر ہم نے discussion کی تھی جہاں یہ reveal ہوا تھا کہ یہاں جو statistics دیے گئے یعنی کہ پاکستان میں جو ٹوٹل advances ہیں وہ 5130 billions کے ہیں جس میں سے صرف 98%. خیبر پختونخوا کو allocate ہوئے تھے۔ اسی طرح سے 33%. بلوچستان کو ملے تھے۔ وہاں پر discussion کے بعد ہم نے چاہا کہ بینکوں کو کسی طرح سے پابند کیا جائے کہ انہیں ان کا جائز حق ملے کیونکہ آج سے تقریباً 25 سال پہلے خیبر پختونخوا کو اس قرض کا تقریباً 11% ملا کرتا تھا۔ وہاں پر discussion کے بعد یہ بات ہوئی کہ اس پر legislation کی جائے گی اور ایوان نے یہ recommend کیا:

"The Chairman observed that the commercial banks cannot be forced to extend loans, unless a law

exists that demand the same. In this regard we proposed that the Committee recommends to the Government and to the State Bank of Pakistan either promulgate legislation or amend existing/prevailing laws, policies and schemes, in order to remove the obstacle and hindrance in the banking sector and policies which are leading to slow progress in industrialization and commercial activities in small provinces of the country, specially due to improper, unjustified and inequitable credit/lending by commercial banks/ by the private sectors in those provinces. The mover of the Committee agreed.

میں اس سلسلے میں یہ resolution لے کر آیا ہوں، آپ کی اجازت سے اب پڑھنا چاہتا ہوں۔

"This House expresses its grave concerns over the improper, unjustified and inequitable credit/lending by the commercial banks in the small provinces of the country especially Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa which are leading to deprivation, disparity and slow progress of industrialization and commercial activities in those provinces.

This House strongly demands the Government to take immediate and result oriented steps to ensure that the minimum credit/lending of the commercial banks to the private sector for establishing industry and commercial activities in the Provinces of Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa is at par with those provinces' total deposits in the banks. This House also recommends the Government either to introduce a new legislation or amend the present laws/ regulations in that regard."

Mr. Chairman: Is it opposed, Minister *Sahib?*

فدا محمد صاحب، ابھی آپ تشریف رکھیں، ابھی اس میں کچھ amend نہیں ہو سکتا ہے۔ منسٹر صاحب آپ بتائیں۔ فدا صاحب، آپ کو پھر میں موقع دوں گا۔

Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs

جناب علی محمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! قرارداد بہت اہم ہے لیکن جس طرح سے ایک صحت کی بھی آئی تھی، اس حوالے سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ it's late in time لیکن میں انہیں تھوڑا سا بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو پچھلے۔۔۔

جناب چیئرمین: مراد سعید صاحب، براہ مہربانی سنیں، علی محمد خان صاحب disturb ہو رہے ہیں۔

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! میں محسن عزیز صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ان کی قرارداد ہے تو اپنی resolution پر debate تو سن لیں۔ میں یہ request کرنا چاہ رہا تھا کہ اس حکومت نے اپنے دو سالوں میں جو ان کی خواہش ہے کہ چھوٹے صوبوں میں lending/ spending زیادہ ہو، وہاں banking sector پھلے پھولے اور وہاں لوگ کاروبار کریں تو اس بابت میں آپ کے سامنے تھوڑے سے figures رکھ دیتا ہوں جس کا آپ خود ہی جائزہ لے لیں، اگر figures پر کسی کو شک ہے تو اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن الحمدللہ جیسا کہ ان کی سوچ ہے کہ یہاں پر چھوٹے صوبے خیبر پختونخوا اور خاص کر بلوچستان جہاں concept ہی بہت کم تھا آپ نے بینک میں جا کر agriculture sector, business or small business (SMEs) خاص کر youth یا خواتین قرضے لیں لیکن اب وہ concept بہت بہتر ہوا ہے۔ تھوڑے figures آپ کے سامنے رکھوں گا اور ہم نے جو steps لیے ہیں، یہ figures کیوں آئے، اس کے steps میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں پہلے figures بتا دیتا ہوں کہ 2017 میں بلوچستان میں مختلف بینکوں کی 492 branches تھیں۔ 60 or 65 سالوں میں جب عمران خان صاحب کی حکومت نہیں آئی تھی تو 492 برانچیں تھیں، ہم صرف دو سالوں میں کوئی 200 کا اضافہ لے کر آئے ہیں اور اب پورے بلوچستان میں 648 branches ہیں۔ چیئرمین صاحب! آپ کا بھی صوبہ ہے you will be proud and you will be happy to hear this. عمران خان صاحب کی دو سال کی حکومت میں خیبر پختونخوا

میں 1461 سے اب ہم 1791 پر پہنچ چکے ہیں۔ Lending to agriculture sectorاس میں شروع میں عمران خان صاحب کا بڑا مذاق اڑایا گیا، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ poultry business and livestock میں invest کریں اور لوگوں کو incentive دیا، لوگوں نے بہت مذاق اڑایا، اب results یہ بتا رہے ہیں کہ عمران خان صاحب صحیح تھے، میں آپ کے سامنے results show کر دیتا ہوں۔ 2016 میں 8.8 ارب تھا، 2020 میں اس وقت agriculture میں 14.5 lending ارب تک پہنچ چکی ہے۔ آپ کے صوبے بلوچستان میں 777 ملین تھی، اب 2.34 ارب روپے تک lending پہنچ چکی ہے۔ اس کے ساتھ small businesses یعنی SMEs میں 2018 میں جب ہماری حکومت آئی تو خیبر پختونخوا میں lending 13.7 billion کی ہو رہی تھی۔ آپ کو جان کر خوشی ہو گی کہ آج خیبر پختونخوا میں 18.7 ارب کی lending ہو رہی ہے۔ صوبۂ بلوچستان میں SMEs میں 3.78 ارب کی lending ہو رہی تھی جبکہ آج 4.3 ارب کی ہو رہی ہے، تو یہ بھی improvement ہے۔ ہر سیکٹر اور ہر segment میں improvement آ رہی ہے۔

اب ہم بات کرتے ہیں SMEs کے borrowers کی، جون 2018 میں جب ہماری حکومت آئی تو خیبر پختونخوا میں 3,986 تھے جبکہ ابھی آپ کو جان کر خوشی ہو گی کہ SME sector میں ابھی پچھلے ہفتے میں وزیر اعظم عمران خان صاحب نے ہمارے مردان اور نوشہرہ کے سنگم پر رشکئی اکنامک زون کا افتتاح کیا ہے۔ یہ ان steps کا نتیجہ ہے۔ ابھی یہ جو میں آپ کو figure دے رہا ہوں، میں اسے بتاتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ جون 2018 میں جب ہماری حکومت آئی تو اس کے borrowers کی تعداد 3,986 تھی، آج 9,457 ہو چکی ہے۔ پینسٹھ سالوں میں 3,986 جبکہ صرف دو سالوں بعد 9 ہزار کا jump ہے۔ صرف خیبر پختونخوا میں نہیں جہاں ہماری حکومت ہے بلکہ بلوچستان میں بھی جہاں پر coalition Government ہے، وہاں PTI ہے اور آپ کی جماعت بھی ہے، بلوچستان میں سال 2018 میں borrowers 1,028 تھے، اب 1,231 تک jump کر چکے ہیں۔

آخری figure بھی سن لیں، چونکہ ہمارا ملک agriculture based ہے اور چھوٹے صوبوں پر ہمیشہ توجہ کم دی گئی ہے۔ خیبر پختونخوا میں 2016 میں agriculture میں

lenders 70,878 تھے، آج 71,420 تک پہنچ چکے ہیں۔ بلوچستان میں بڑا jump ہے، 3,456 سے 8,272 ہوگئے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ ان تمام figures میں improvement کیسے آئی ہے۔ تین چار figures میں دے دیتا ہوں۔ ایک تو عمران خان صاحب اسٹیٹ بینک کے نئے گورنر اور نئی ٹیم لے کر آئے اور چھوٹے صوبوں کے banks کو direction دی ہے کہ آپ اپنے targets خود set کریں۔ ہم مرکز سے آپ کو targets نہیں دیں گے، آپ اپنے صوبے کو جانتے ہیں، اس لیے اپنے targets خود set کریں۔ آپ اپنی decision making, regional offices and headquarters میں لیں۔ پشاور کے فیصلے پشاور میں کریں۔ خیبر پختونخوا کے فیصلے اسلام آباد یا لاہور سے نہیں ہونے بلکہ پشاور سے ہونے ہیں۔ بلوچستان کا فیصلہ اسلام آباد سے نہیں ہوگا، کوئٹہ سے ہونا ہے۔ لہٰذا، ہم نے regional offices کو decision making میں autonomy دی ہے اور انہیں indigenous بنایا ہے، اس کے results آپ کے سامنے آرہے ہیں۔ ایک اور چیز، centre سے بینکوں کے جو heads ہیں، انہیں پابند کیا گیا ہے کہ آپ نے وہاں کے periodical visits کرنے ہیں۔ تیسرا کام انہوں نے یہ کیا ہے، normally آپ کی تیزی کیسے آتی ہے، آپ loaning کو اور borrowing کو آسان بنائیں، one window کریں۔ بجائے اس کے کہ وہ red tapism کا شکار ہوں، ایک بیوروکریٹ سے دوسرے کے پاس، کبھی ایک دفتر سے دوسرے کے پاس جائیں، اس کے بجائے اسے آسان بنائیں، youth SMEs اور خاص کر خواتین کے لیے۔

بلوچستان کے حوالے سے آخری بات بھی سن لیں کہ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو پابند کیا ہے کہ صوبۂ بلوچستان میں کم از کم 20% quota in respect of borrowing and lending خواتین کو دیں۔ یہ وہ steps تھے جن کے باعث الحمدللہ، banking sector میں، borrowing میں، زراعت میں، SMEs میں، livestock میں، fisheries کے شعبوں میں بہتری آئی ہے۔ لوگ بینکوں سے قرضے لے بھی رہے ہیں، واپس بھی کر رہے ہیں۔ لوگ borrowing کر رہے ہیں، قرضے لے کر اپنے ٹریکٹرز لے رہے ہیں اور

قرضے لے کر اپنے businesses بھی چلا رہے ہیں۔ اس میں جتنی figures میں نے آپ کو دی ہیں، اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب میں upward trend ہے۔

جناب چیئرمین: اس قرارداد میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ فدا محمد صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Fida Muhammad

سینیٹر فدا محمد: جناب چیئرمین! محسن عزیز صاحب نے ابھی جو قرارداد پیش کی ہے، ہم اس کی حمایت کرتے ہیں لیکن یہاں پر ابھی محترم منسٹر صاحب نے بھی ایک بات کی۔ پورے خیبر پختونخوا میں آج بھی merged districts کے ساتھ تمام بینکوں کا، کمرشل بینکوں کا رویہ الگ ہے۔ آج بھی وہاں پر کوئی کمرشل بینک agricultural loan دیتا ہے اور نہ کوئی اور business loan دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ small businesses یا انڈسٹری کے لیے بھی loan نہیں دے رہے۔ جبکہ یہاں بات خیبر پختونخوا کی ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے ان اضلاع کا ابھی merger ہوا ہے لیکن آج بھی ان کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے۔ ہم اس کی بات کر رہے ہیں کہ اس حوالے سے all merged districts کو بھی include کر لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی اپوزیشن پلیز۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani: Mr. Chairman, Senator Mohsin Aziz's resolution to ensure that the minimum credit/lending of the commercial banks to the private sector for establishing commercial activities in the Provinces of Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa should be at par with other provinces, is a genuine demand. Why two provinces, Balochistan and KP should be deprived? So, I fully support that.

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Resolution is passed unanimously.

فاٹا کے بارے میں اسٹیٹ بینک سے معلومات لیں کہ کیوں وہاں banks support نہیں کرتے جو فدا صاحب نے بات کی ہے۔ سیکرٹری صاحب! فنانس سیکرٹری کو بھی لکھ کر بھجوادیں۔

We may now take up Order No.17, Senator Kamran Murtaza sahib, please move the motion.

Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding recent exorbitant increase in the electricity tariff by the Government

Senator Kamran Murtaza: It is moved that the House may discuss the problems being faced by the common lot of the country due to recent exorbitant increase in the electricity tariff by the Government.

جناب چیئرمین: جی بسم اللہ کریں، discuss کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کسی بھی ملک میں ترقی کا معیار اس وقت energy اور electricity کے استعمال پر ہے۔ آس پاس کے ملکوں میں اگر آپ دیکھیں گے، اگر آپ چین کو دیکھیں گے، انڈیا کو دیکھیں گے تو وہاں پر tariff شاید وہ نہیں جو ہمارے ہاں ہے۔ ہم IMF یا پھر کسی اور کے pressure میں قیمتیں بڑھادیتے ہیں۔ میں کسی پرانی حکومت کے ساتھ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر رہا، نہ ہی اس حکومت کو یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے پرانی حکومت سے زیادہ rate بڑھایا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے لیے تکلیف بڑھتی ہے۔ کسی بھی ملک کا جو ترقی کا پیمانہ ہے، وہ بجلی کا استعمال ہوا کرتا ہے۔ بجلی کے استعمال کو ہم اس طریقے سے restrict کرتے ہیں کہ ہم اس کا ریٹ بڑھاتے جاتے ہیں یا پھر باقی energy کے استعمال کو ہم restrict کرتے ہیں کہ ہم اس کا ریٹ بڑھاتے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دو صورتیں ہوا کرتی ہیں یا تو ہم اس کا استعمال کم کر دیتے ہیں یا پھر اس میں چوری کی گنجائش پیدا کر دیتے ہیں۔ چوری کی گنجائش جو ہم نے پیدا کی ہے، اسے ختم کرنے کے لیے یا ریٹ بڑھانے کی وجہ سے لوگوں نے اس کا جو استعمال کم کر دیا ہے، اس کو control کرنے کے لیے، میرے خیال میں اس معاملے کو دیکھا جانا چاہیے کہ اس طرح سے ہم جو بجلی مہنگی کرتے جاتے ہیں، اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

دو حوالوں سے بجلی یا دوسری energy کا استعمال بہت relevant ہوتا ہے۔ ایک زراعت کا شعبہ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کبھی ہمیں subsidy دی جاتی تھی، کبھی زراعت کے حوالے سے fixed rates ہوتے تھے۔ Fixed rates کی بات بھی ختم کر دی گئی۔ اگر آپ زراعت کے شعبے میں billing زیادہ کریں گے، اگر آپ اس کا comparison انڈیا کے ساتھ کریں گے تو وہاں مشرقی پنجاب میں بجلی کے rates نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمارے ہاں rates اس قدر زیادہ ہیں کہ یا تو ہم چوری کریں گے اور اگر چوری نہیں کرتے تو ہم بجلی کے استعمال کو afford نہیں کر پاتے۔ اگر آپ بلوچستان میں چلے جائیں تو وہاں چونکہ پانی مزید نیچے ہے، اس لیے اسے کھینچنے کے لیے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے۔ اس سے ultimately ہماری billing اتنی بڑھ جاتی ہے کہ affordable نہیں رہتی۔ اگر آپ صنعتی شعبے کی طرف آئیں تو وہاں بھی energy کا rate بڑھاتے جائیں گے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یا وہ بھی چوری کریں گے یا پھر وہ انڈسٹری بند ہو جائے گی۔ انڈسٹری بند ہونے سے بھی ملک کا loss ہے اور اگر وہ چوری کریں گے تو پھر تو loss یقینی ہے۔ یہ دوسرا سیکٹر ہے جہاں پر problem آ رہا ہے۔

تیسرا سیکٹر آپ لوگ جو گھروں میں استعمال کرتے ہیں، پیمانہ یہ ہے کہ جو ملک فی کس کے حساب سے زیادہ بجلی استعمال کرتا ہے، اسے ترقی یافتہ گنا جاتا ہے لیکن آپ کے ہاں پیمانہ یہ ہے کہ آپ ایک مخصوص سطح پر جاتے ہیں تو اس کا rate آگے jump کر جاتا ہے، اگر اس سے آگے جاتے ہیں تو اس کا rate مزید jump کر جاتا ہے۔ بجلی کے حوالے سے اس ملک کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے یا اب تک اس کے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے، میرے خیال میں اسے درست کیا جانا چاہیے، حکومت کو اس حوالے سے conscious ہونا چاہیے کہ بجلی کا استعمال زیادہ اور سستا ہو، تینوں شعبوں، عام public کے حوالے سے، صنعتی حوالے سے اور زراعت کے حوالے سے۔ اس کا ultimate فائدہ ملک کو پہنچے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: قائد حزب اختلاف۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: شکریہ، جناب چیئرمین! بجلی کی قیمتوں میں اضافہ سے عوام کی زندگی پر، common man کی زندگی پر بہت affect ہو رہا ہے۔ گزشتہ دو سالوں میں اس

میں 200% اضافہ ہو چکا ہے اور یہ اضافہ directly عوام کی necessities کو affect کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے روز مرہ اجناس کی قیمتوں میں اضافے سے بھی عوام متاثر ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بہت زیادہ excellent renewable energy کے resources ہیں، ان resources میں wind بھی آتی ہے اور solar بھی آتی ہے۔ اگر energy mixed میں تبدیلی لائی جائے تو 2040 and 2030 میں جا کر یہ sustainable ہو سکتی ہے لیکن ابھی تک حکومت نے ان چیزوں کو insert نہیں کیا۔ ان resources کو tap کرنا چاہیے ورنہ یہ 200% اضافہ

it is beyond somebody to take it. Thank you.

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! کامران مرتضیٰ صاحب بہت اہم motion لے کر آئے ہیں، میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! اس وقت حقیقت میں مہنگائی اتنی ہمہ پہلو ہے، ہمہ گیر ہے کہ گزشتہ تین سالوں میں عوام کی چیخیں نکل گئی ہیں۔ بجلی کی قیمت، گیس کی قیمت، پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں، ادویات اور essentials کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ حکومت مجھے یہ نہیں بتا سکتی کہ جب ہم آئے تھے تو چینی کی قیمت یہ تھی، ہم اس پر لے آئے ہیں، پٹرول کی قیمت یہ تھی، ہم اس پر لے آئے ہیں، تمام چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے جس سے ایک سونامی اور طوفان آگیا ہے۔

جناب چیئرمین! بجلی کی قیمتوں کی صورت حال یہ ہے۔ میں مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں کہ حکومت کو یہ سوچنا چاہیے اور اس میں محسن عزیز صاحب ماہر ہیں، وہ industrialist ہیں، سمجھدار آدمی ہیں کہ ایک طرف بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس اضافے سے بہت ساری چیزیں جڑی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز، موبائل نہ استعمال کریں۔ جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: بجلی کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ ایک طرف بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف circular debt میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ میں حکومت کے لیے کچھ اعداد و شمار رکھنا چاہتا ہوں، 2008 to

2013 پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو circular debt from Rs. 228 to Rs. 480 billion پر چلا گیا، 2013 to 2018 مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں Rs. 480 to Rs. 1100 billion پر پہنچ گیا۔ 2018 to 2021 ان تین سالوں میں PTI کی حکومت میں from Rs. 1100 to Rs. 2500 billion پر پہنچ گیا ہے۔ اس وقت یہ ایک ایسا time bomb ہے جو explode ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری economy کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو ایک بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کی Power Committee تھی، آپ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی تھی، اس کی ایک sub-Committee سینیٹر نعمان وزیر خٹک کی سربراہی میں تھی، سینیٹر فدا صاحب یہاں سے چلے گئے ہیں، انہیں یہاں ہونا چاہیے تھا۔ انہوں نے IPPs کے issue کو اٹھایا اور اس معاملے پر وہاں متفقہ طور پر report pass کی تھی، اسے Senate نے adopt کیا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ IPPs پر FIR درج کی جائے، ان سے معاہدے منسوخ کیے جائیں لیکن حکومت نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے اس ایوان میں ندیم بابر کے حوالے سے کہا تھا اور حکومت کے لوگ اس پر ناراض ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد خود ساری چیزیں سامنے آ گئی ہیں۔ جناب والا! بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، اس کے ساتھ مہنگائی ہو رہی ہے، اس کے ساتھ circular debt میں اضافہ ہو رہا ہے، اگر یہ حکومت corruption روک رہی ہے تو یہ corruption کیسے روک رہی ہے کہ جو circular debt Rs. 1100 billion پر کھڑا تھا وہ Rs. 2500 billion پر پہنچ گیا ہے، یہ تو ایک record ہے، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ، دونوں کی دس سال کی حکومتوں کو ملا کر PTI کی تین سالوں کی حکومت میں circular debt میں اس سے بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! خیبر پختونخوا سب سے سستی بجلی پیدا کرتا ہے، سب سے environment friendly بجلی پیدا کرتا ہے لیکن سب سے مہنگی اور کم بجلی خیبر پختونخوا کو دی جاتی ہے۔ ہمیں اپنا بجلی کا کوٹا بھی نہیں دیا جاتا اور بجلی بھی مہنگی دی جاتی ہے۔ K-Electric جس نے کراچی کے عوام کو لوٹا ہے اور جسے قاتل electric کہا جاتا ہے۔ 2019 میں K-Electric کی غفلت کی وجہ سے بارشوں میں کراچی کے بیس شہری شہید ہوئے، ہلاک ہوئے۔ ان کا

من مانا tariff ہے، ان کی بجلی مہنگی ہے، ان کی کراچی کے عوام کے لیے poor billing ہے، انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ K-Electric کراچی کے عوام کو لوٹ رہی ہے، ان کی جیبوں پر ڈاکا ڈال رہی ہے، وہ ایک ڈاکو کی صورت میں کراچی پر مسلط ہے۔ کامران صاحب نے جیسے کہا ہے کہ بجلی بہت مہنگی ہے، اس کے ساتھ circular debt میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے مہنگائی کا طوفان آ رہا ہے، domestic and agriculture use میں مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ خیبر پختونخوا اور کراچی میں بالخصوص عوام کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ حکومت احساس کرے اور اس مسئلے کا کوئی حل نکالے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، چوہدری اعجاز صاحب۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جناب چیئرمین! جس دردمندی کے ساتھ کامران مرتضیٰ صاحب اور مشتاق احمد صاحب نے بات کی، وہ بہت قابل قدر بات ہے۔ آج جب ہم سب اس نتیجے پر پہنچے ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس سے پہلے کہ میں وجوہات کے بارے میں کچھ عرض کروں، آپ کو معلوم ہے کہ وزیر خزانہ نے اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ آئندہ کبھی بھی بجلی کی قیمت نہیں بڑھائی جائے گی۔ انہوں نے دوسرا اعلان یہ کیا ہے کہ circular debt کے حوالے سے IMF کی کوئی dictation نہیں لی جائے گی۔ اس کی جو وجوہات ہیں وہ بہت ہی خوفناک اور ہلا دینے والی ہیں، یعنی پاکستان جیسے باغ و بہار ملک جس میں gradients یعنی جو ایک slope ہوتی ہے، دریاؤں کا بہاؤ اتنا شاندار ہونے کے باوجود ہم گزشتہ اکیاون برسوں میں پن بجلی کا ایک بھی منصوبہ پورا نہیں کر سکے۔ آپ کی جو اصل قوت ہے، جب آپ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی طرف دھیان نہیں دیں گے I don't know کہ کیا vested interests ہیں کہ آدھی صدی گزر گئی اور آپ ایک unit بھی نہ بنا پائے۔ یہ اس مصیبت کا اصل سبب ہے جس میں آج ہم پھنسے ہوئے ہیں، وہ معاہدے جو ہم IPPs سے کر چکے ہیں اور میرے خیال میں اس ایوان کا ایک ایک ممبر ان ساری باتوں کو جانتا ہے کہ کس طرح capacity payment کرنی پڑ رہی ہے، IPPs کس طرح 15% منافع کی بجائے 60, 70% منافع حاصل کر رہی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ پرسوں وہ report آ چکی ہے جو energy پر وزیر اعظم صاحب نے committee بنائی تھی اور اس میں بھی اربوں روپے کی

corruptionسامنے آ گئی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس درد مندی کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ اس پر کام شروع کیا جائے۔

آپ کے علم میں ہے کہ جیسے ہی تحریک انصاف کی حکومت آئی تو ہم نے کم از کم دس ڈیم، پن بجلی کے منصوبے بنائے، یعنی ڈیموں کے جو تین، چار اضافی فوائد ہوتے ہیں، وہ بھی حاصل ہوں گے۔ تحریک انصاف کی حکومت نے اقتدار میں آ کر مہمند ڈیم، دیامر بھاشا اور دیگر ڈیموں پر تیزی کے ساتھ کام شروع کیا ہے، جب متبادل ہوگا تو پھر IPPsکا منہ بند کیا جاسکے گا۔ پھر آپ ان پر پرچے درج کرائیں، انہیں جیلوں میں بھیجیں یا پھر جو بھی آپ کرنا چاہتے ہیں کریں۔ ابھی تک یہ ایک مصیبت ہے جس میں پورا پاکستان پھنسا ہوا ہے۔ آخری گزارش جو بہت ہیpertinentاور خاص ہے جو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے سامنے کرنا چاہتا ہوں وہsolar energyکے بارے میں ہے۔ جس طرح انڈسٹری کے لوگوں کو machineryاورequipmentپر بینک قرضے دیتے ہیںsolar system کے اوپر قرض نہیں دیا جاتا یعنی 10 million سے زیادہ نہیں دیتے اگر یہاں سے بینکوں کو یہ ہدایت کر دی جائے اور اس بات پر سارا ایوان اتفاق کرے کہ solar systemیاsolar energyکے مقصد کے لیے جو بھی انڈسٹری امپورٹ کرنا چاہیں تو اس کو equipmentاورmachineryکے طور پر لیا جائے اور بینک اس پر اسی طرح سے loan extendکریں جس طرح دیگر equipmentیاmachineryپر کیا جاتا ہے۔ اس سے آسانی پیدا ہوگی باقی تحریک انصاف کے اندر renewable energy, safe energy, green energyپر ان 33 مہینوں میں جتنا کام ہوا ہے اس کی کوئی مثال پاکستان میں پہلے پیش نہیں کی جاسکتی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ ابھی چوہدری صاحب فرمارہے تھے کہ ان دنوں میںrenewable energyپر جتنا کام ہوا ہے وہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ I just want to share with him that I was in the Planning and Development Committeeاور ہمارے پاسrenewable energyکی جو پالیسی آئی اس پالیسی کو نئی پالیسی بنانے میں تقریباً 33 مہینے لگے اور اس پالیسی میں صرف ایک صفحہ

بدلا، اس صفحے میں renewable energy میں ایک اور addition ہوا تھا تو میں نے ان سے یہ کہا کہ جناب! اس کے ساتھ اگر یہ لگا دیتے that in addition to this یہ پالیسی 100 per cent وہی ہے اور صرف جو point one per cent change ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس stream off energy کو add کر رہے ہیں۔ Ch. Sahib, you would like to check it with the facts. جس طرح سے Leader of the Opposition نے renewable energy کا کہا تو renewable energy ہمارے پاس ایک بہت بڑا resource ہے، ہمارے ہاں سورج کی جتنی intensity ہے اس کا کوئی comparison نہیں ہے۔ جرمنی کے Chancellor's Office کے بارے میں بتاؤں and Kamran Murtaza Sahib was also there when we visited Chancellor's Office and it was 100% on renewable energy. یہاں tariff کی بات ہو رہی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ اب کبھی نہیں بڑھے گا تو well and good but what about energy efficiency, what about the equipment? جب میں کوئی چیز خریدنے جاتی ہوں تو میرے پاس کیا choice ہے، میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں۔ وہاں پر دو pieces of equipment ہوتے ہیں، ایک 5 horse power machine ہوتی ہے اور دوسری 3 horse power کی ہوتی ہے جن میں صرف دو، تین سو روپے کا فرق ہوتا ہے تو آپ پوچھتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: چیئرمین صاحب! پاور کا ایجنڈا ہے لیکن منسٹری کا کوئی آفیسر موجود نہیں ہے جو معزز ممبر کو سن سکے کہ یہ کیا بتا رہے ہیں، یہ سب کچھ کس کو سنا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: منسٹری آف پاور کے سیکرٹری یا جوائنٹ سیکرٹری آئے ہیں؟ Next session میں Secretary Power یہاں پر خود حاضر رہیں گے۔ ورنہ میں PM کو کہوں گا کہ ان کو suspend کر دیں۔ یہ House of the Federation کی بات ہے، وہ ہاؤس

میں خود کیوں نہیں آتے، یہاں پر points کون note کرے گا؟ جی منسٹر صاحب! بس جی ہو گیا، ابھی کر رہے ہیں، ان میں سے کوئی آیا ہی نہیں ہے۔

جناب علی محمد خان: میں اس کا simple answer دینا چاہتا ہوں باقی بات تو آخر میں کر لیں گے۔ تمام Secretaries, Joint Secretaries یا Additional Secretaries یہاں پر آتے ہیں لیکن COVID restrictions کی وجہ سے وہ ہمارے آفس میں آ کر پوچھتے ہیں کہ کیا ہم آ جائیں تو ہم انہیں کہتے ہیں کہ آپ دیکھ لیں۔ اگر آپ allow کرتے ہیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین: ان میں سے ہے ہی کوئی نہیں، آج تو ان کا ایجنڈا ہے نا جی۔

جناب علی محمد خان: جناب! جوائنٹ سیکریٹری میرے آفس میں آئے، انہوں نے مجھے briefing دی وہ موجود تھے، COVID restrictions کے دوران اگر آپ انہیں fully allow کریں تو وہ یہاں پر بیٹھے رہیں گے۔۔۔

جناب چیئرمین: بالکل بیٹھے رہیں جی۔ علی محمد خان صاحب! یہ کوئی بہانہ نہیں ہے ان کو یہاں پر ہونا چاہیے تھا جی۔

جناب علی محمد خان: وہ میرے آفس آئے ہیں اور on record آئے ہیں، اسی لیے میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں۔ سب ہمیشہ آتے رہے ہیں، آپ کی بات سر آنکھوں پر وہ آتے رہیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تنقید برائے تنقید ہے۔ یا تو نیچے clear directions ہوں کہ COVID restrictions کی وجہ سے۔۔۔

جناب چیئرمین: جب concerned Ministries کا ایجنڈا ہو تو یہاں پر تشریف لائیں جی۔

جناب علی محمد خان: بالکل آئیں گے، میرے آفس آتے رہے ہیں اور آپ کہیں گے تو کل دوبارہ بھی آ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: چیئرمین صاحب! conservation کے حساب سے کوئی certification نہیں ہے، efficiency پر کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کے پاس کوئی rules

there are codes, Engineering Council نہیں ہیں حالانکہ and codes کے codes موجود ہیں مگر اس وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ جہاں تک امپورٹ کا سوال ہے کہ جس وقت امپورٹ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے اور یہ میں نہیں لوگ کہہ رہے ہیں کہ it has run by mafias تو اگر آپ solar panels import کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور وہ وہاں سے نہیں نکل سکتا and lot of taxes have to be paid تو integrated energy پر بات کرنے کی ضرورت ہے ، یہ important issue ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بجلی کے بل کی ادائیگی تو کیا ایک عام انسان کے لیے تو جینا اور زندگی ہی بہت مشکل ہو گئی ہے۔ My submission would be that Ministry of Science and Energy may take some steps on it اور اس کو آگے بڑھائیں تاکہ لوگ جب کچھ خریداری کرنے جاتے ہیں تو انہیں پتا ہو کہ وہ کیا چیز خریدیں گے، کس سے ان کی energy save ہو گی۔ We have visited Washington D.C. اور وہاں پر وہ 5000 گھروں کو test کر رہے تھے کہ شام کے اوقات میں جہاں پر استعمال زیادہ ہوتا ہے وہاں پر بہت ساری چیزیں استعمال نہ ہوں اس طرح کی awareness, conservation and efficiency یہاں پر نہیں ہے۔ So, I would say that this Government should concentrate, we all should concentrate on using this LED and solar energy. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر محسن عزیز۔

Senator Mohsin Aziz

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ۔ جناب! میں مختصر سی بات کروں گا۔ یہ جو مرتضیٰ صاحب کا موشن ہے، تو واقعی بجلی کے نرخ بہت ہی exorbitant ہیں اور اس کی وجہ سے نہ صرف local consumer, commercial user or household user تکلیف میں ہے بلکہ export industry بھی بہت تکلیف میں ہے لیکن یہاں پر سینیٹر اعجاز چوہدری صاحب نے بڑی مناسب بات کی، سمجھا کر بات کی جس کو میں زیادہ دہرانا نہیں چاہتا۔ اسی طرح سینیٹر زبیری صاحبہ بھی ہمیشہ بڑی اچھی اور facts and figures کے ساتھ بات کرتی ہیں جنہوں نے بہت صحیح کہا کہ conservation کی بات بھی ہے اور یہاں پر awareness بھی بہت کم ہے۔ ان

کی بات کو بھی میں بہت appreciate کرتا ہوں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں، بجلی کی زیادہ قیمت کی وجوہات کیا ہیں؟ جب تک ہم root cause تک نہیں پہنچیں گے، جڑ تک نہیں پہنچیں گے اس وقت تک اس مسئلے کا تدارک نہیں کر سکتے اور اگر میں یہاں پر یہ بات کہتا چلوں تو بالکل غیر مناسب نہیں ہو گی کہ اس کی وجوہات بڑی مدّت اور کئی سالوں سے ہیں اور وہ وجوہات یہ ہیں کہ آج ہم جب solar and wind کا tariff 4 or 5 cent مقرّر کر رہے ہیں تو آج سے چند سال پہلے ہی 13 یا 14 cent تھا جو کہ لکھا ہوا ہے اور آپ جا کر چیک کر سکتے ہیں۔ جب 14 cent پر بجلی بنے گی تو پاکستان میں چوری، lines losses یا power distribution کی خرابی کہہ لیں اس میں بھی تین، چار فیصد چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب آپ production اتنے پر کریں گے تو پھر اس کے بعد distribution cost بھی کچھ نہ کچھ تو ہو گی جو کہ 16, 17 cent پر پہنچ جاتی ہے، جب 16, 17 cent پر ہوتی ہے تو اسے آپ اگر ڈالر میں ضرب دیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ کتنے میں آیا؟ اس طرح 22 یا 23 روپے بجلی کی قیمت پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے ہمارا circular debt بڑھتا ہے، اسی کی وجہ سے بڑھا ہے اور یہی بات ہے کہ کتنے ہی سالوں سے ہم hydel energy کو بھول چکے ہیں، renewable energy کو بھول چکے ہیں۔ ہم نے یا تو rental power یا پھر بہت زیادہ expensive power units لگائے ہیں جو بہت زیادہ expensive ہیں وہ 1.1 million dollars per megawatt پر لگے ہیں اور over invoicing unit لگے ہیں، private sector میں لگے ہیں لیکن over price لگے ہیں۔ Over price لگنے کی وجہ سے ان کا tariff بھی بہت اوپر گیا ہے۔ جب ان کا tariff اوپر گیا ہے اور آج اگر ہم یہ بات کرتے ہیں تو export industry اور industries کے لئے حکومت نے کافی اچھا tariff نکالا تھا۔ اسی کی وجہ سے یہ exports وغیرہ بڑھی ہیں۔ اب اس کے لیے تلاش کی جا رہی ہے۔ Root cause کو study کیا جا رہا ہے اور اس کے اوپر بات کی جا رہی ہے کہ اگر capacity charges دیے جا رہے ہیں اور وہ اس یونٹ کو دیے جا رہے ہیں جو کہ لگ گیا اور چالو ہو گیا لیکن اس سے بجلی کی ترسیل ممکن نہیں تھی۔ جو investor تھا اس کو اپنا return ملتا گیا چاہے وہ یونٹ چل رہا تھا یا وہ نہیں چل رہا تھا۔ یہ وہ وجوہات تھیں اور وہ بھی اس کو ڈالرز میں مل رہا تھا۔ ڈالر جتنا بڑھتا جا رہا تھا اتنا ہی

اس کو فائدہ مل رہا تھا۔ یعنی اس کا یونٹ چلے تب بھی وہ فائدے میں یا نہ چلے تب بھی فائدے میں تھا۔ دنیا میں یہ کہیں بھی نہیں ہوا۔ یہ دنیا کا انوکھا واقعہ ہے۔ Guinness Book of World Recordسے یہ چیز رہ گئی ہے کہ ایسے بھی یونٹ لگتے ہیں۔ ایسے بھی production housesہوتے ہیں کہ وہ چلیں تب بھی منافع کریں اور نہ چلیں تب بھی منافع کریں۔ پاکستان کے یہ حالات تھے۔ یہ حقیقت ہے۔ میں کسی پر الزام نہیں لگاتا لیکن یہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت کی وجہ سے آج ہم اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اس کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔ ہاں، البتہ میں حکومت کو یہ ضرور کہوں گا کہ line lossesکی طرف توجہ کم ہے۔ اس کی طرف توجہ زیادہ دینی چاہیے اور جہاں سے recoveryنہیں ہو رہی ہے وہاں پر بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے یعنی چوری کو گھٹایا جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ ہم نے کرنی ہیں۔ باقی ہمارے ہاتھ سے اس وقت گیند نکلی ہوئی ہے لیکن اس کو ہاتھ میں لایا جارہا ہے۔ کس طریقے سے؟ مہمند ڈیم کے ذریعے سے۔ وہاں سے جب آپ کو بجلی ملے گی وہ سستی ہوگی کیونکہ جو renewable resourcesاب لگ رہے ہیں وہ 14 and 15 centsپر نہیں لگ رہے ہیں بلکہ4 centsپر لگ رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر تاج حیدر صاحب۔

Senator Taj Haider

سینیٹر تاج حیدر: شکریہ، جناب چیئرمین! میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ایک مسئلہ جس کا حل اتنا آسان ہے وہ اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کیسے بن گیا۔ جس بلڈنگ میں آپ تشریف رکھتے ہیں یہ گزشتہ چھ سال سے زیادہ solar energyپر چل رہی ہے۔ تین سال پہلے جب میں سینیٹ سے گیا تھا تو پارلیمنٹ60لاکھ روپے مہینے کی بجلیdistribution companiesکو بیچ رہی تھی۔ کراچی میں جس عمارت میں میرا دفتر ہے وہاں6 air-conditioners solarپر چل رہے ہیں۔ ہم نے اس میں جوinvestmentکی تھی وہ سات مہینے میں recoverہو گئی ہے۔ اس کو چلاتے ہوئے ساڑھے تین سال ہوگئے ہیں۔ تھر کی ذمہ داری2014-15میں مجھے دی گئی تھی۔ ہم نےsolar 600 RO plantsپر لگائے تھے۔ جہاں اور جس گاؤں سےrequestآتی تھی وہاں پر یہ نہیں دیکھنا ہوتا تھا کہtransmission lineجارہی ہے یا نہیں جارہی ہے۔ ٹھیک ہے،

وہاں پر آپ drilling کیجیے اور drilling کے بعد solar plant لگائیں اور اس کو چلا دیجیے۔ پانی ملنا شروع ہو جاتا تھا۔

جناب چیئرمین! یہاں پارلیمنٹ میں جو plant لگا ہے یہ سات مہینے میں مکمل ہو گیا تھا۔ میرے دفتر میں جو plant لگا ہوا ہے وہ تیسرے دن چلنے لگا تھا۔ اتنا وقت اس پر لگتا ہے۔ اس کے بعد چیمبر آف کامرس سے ہماری بات چیت چل رہی ہے کہ کراچی کے جو انڈسٹریل ایریاز ہیں اس میں cooperative plants لگائے جائیں۔ آدھی equity میں نے Government of Sindh سے کہا ہے کہ وہ ادا کریں اور تین چار سو میگاواٹ کے plants لگائیں۔ UAE کو اللہ تعالیٰ نے تیل و گیس کی دولت دی ہے وہاں پر چار ہزار میگاواٹ بجلی solar سے پیدا ہو رہی ہے۔ جو latest plant 1200 megawatts کا لگا ہے وہاں پر 2 cents kilowatts hour پر بجلی بیچ رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ تاخیر آخر کیوں کی جا رہی ہے اور اس مسئلے کو کیوں حل نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس مسئلے کا حل بہت آسان ہے۔ اگر ہم پر دباؤ نہ ہو۔ اگر ہمیں technology and mathematics سے اتنی نفرت نہ ہو۔ باہر ممالک کے مالیاتی اداروں کا دباؤ ہمارے اوپر ہے کہ آپ بجلی کا tariff بڑھاتے رہیں۔ وہ دباؤ اس لیے ہے کہ ہماری انڈسٹریز ترقی نہ کر سکیں۔ اس لیے اگر حکومت یہ نہیں کر سکتی تو پرائیوٹ کمپنیوں کو اجازت دے۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کراچی میں نکل جائیں گے تو کتنے ہی گھر ہیں جن پر solar plates لگی ہوئی ہیں۔ پچھلے سال جس وقت بارش ہوئی تھی تو K-Electric تین چار دن تک بجلی نہیں دے سکی تو ہم نے صرف یہ کیا کہ ہم جا کر اپنے دفتر میں سونے لگے کیونکہ دن ہو یا رات ہو وہاں لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی۔ یہ تمام مسائل بہت آسان ہیں لیکن ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ آپ IMF کا دباؤ قبول نہ کریں۔ آپ جدید ٹیکنالوجی کو قبول کریں۔ آپ لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ خود مسئلے کا حل تلاش کریں۔ جس طرح میں نے کہا میں نے وزیر اعلیٰ سندھ کو بھی ایک پورا project بنا کر بھیجا ہے کہ سندھ حکومت کی ساری buildings solar پر چلیں گی۔ ہفتے اور اتوار کی چھٹی ہوتی ہے اس لیے وہ فالتو بجلی K-Electric کو بیچی جائے گی۔

جناب چیئرمین! تھرپارکر میں سارے سرکاری دفاتر solar پر چل رہے ہیں۔ 51ڈگری کا temperature ہوتا ہے اور یہ offices air conditioned ہوتے ہیں۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ ہماری اپنی 11لاکھ کی investment ہوئی تھی۔ دولاکھ روپے مہینہ ہم بچا رہے ہیں۔ اس لیے میں حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر غور کرے۔ وزیر اعلیٰ سندھ سے میں نے کہا مراد صاحب! آپ جو خرچہ بجٹ میں رکھ رہے ہیں کہ بجلی کے لیے آپ payment کریں گے۔ وہ ایک کالم کی بجائے دوسرے کالم میں رکھ دیجیے کہ ہم اپنا solar plant ان ہی پیسوں سے لگائیں گے جو ہم سال بھر واپڈا کو دے رہے ہیں۔ یہ مسئلہ بہت آسان ہے لیکن خدا کے لیے بیرونی دباؤ سے نکل آیئے۔ Technology and mathematics سے جو نفرت ہے اس میں کچھ کمی کیجیے۔ اس کے علاوہ میں کوئی مسئلہ نہیں دیکھ رہا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، سینیٹر فیصل جاوید۔

Senator Faisal Javed

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ motion پر بات ہو رہی ہے لیکن ہمیں وہ بتا رہے ہیں جنہوں نے ہر حوالے سے نقصان ہی پہنچایا۔ کیا نہیں کرنا ہے وہ ہم نے ان سے ضرور سیکھا ہے۔ بہت سی چیزیں یہاں پر share ہو رہی ہیں لیکن ایک typical سیاستدان کی توجہ اور ساری planning کا محور اگلا الیکشن ہوتا ہے لیکن جو ایک لیڈر ہوتا ہے اس کا سارا محور اگلا الیکشن نہیں اگلی generation ہوتی ہے۔ آپ نے کیا کیا ہے؟ سوال یہ ہے۔ 50سال ہو گئے کہ پاکستان میں کوئی ڈیم نہیں بنا۔ یہ پالیسی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: فیصل صاحب! motion پر آ جائیں۔ بجلی کی price پر آ جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اپوزیشن والو! آپ لوگ بھی سن لیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: آپ کی ساری باتیں ہم نے سکون سے سن لی ہیں۔ اب ہماری بات بھی سکون سے سن لیں۔ اختلاف آپ کر سکتے ہیں یہ آپ کا حق ہے لیکن شور شرابہ نہ کریں۔ آپ کی گفتگو ہم نے خاموشی سے سن لی ہے۔ اگلے الیکشن یا generation کا سوال ہے۔ 50سال ہو گئے ہیں پاکستان میں کوئی ڈیم نہیں بنا۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل کی ہر نعمت سے نوازا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر تنگی صاحب! شور نہ کریں۔ پھر جب آپ بھی بولیں گے تو پھر آپ نے بھی چیخنا ہوگا۔

Senator Seemee, please order in the House.

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! 145 million acre feet کا پانی اللہ تعالیٰ پاکستان کو دیتا ہے لیکن پاکستان کتنا بچا سکتا ہے۔ صرف 13.5 million acre feet بچا سکتا ہے جو کہ دس فیصد بھی یہ نہیں بنتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ ہمارے پاس storage capacity نہیں ہے۔ ہمارے پاس جگہ ہی نہیں ہے۔ کسی بھی ملک کے لیے minimum requirement for water storage capacity چار مہینے ہے۔ پاکستان کی صرف ایک مہینے کی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ پاکستان میں کوئی بڑا ڈیم نہیں بنا، پچاس سال ہو گئے ہیں۔ وزیراعظم عمران خان صاحب نے آتے ہی جو کام شروع کروائے، ہم دس ڈیم بنا رہے ہیں اور دس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے جو سستی بھی ہوگی، environment friendly بھی ہوگی اور یہی پاکستان کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے furnace oil سے مہنگی بجلی بنتی رہی اور آپ نے اس ملک کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے۔

اب یہ ڈیم پاکستان کی باقی ضروریات جس طرح اعجاز چوہدری صاحب نے بھی اس بارے میں بات کی ہے میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ سستی بجلی کی ضرورت پوری کریں گے۔ مہمند ڈیم، دیامر بھاشا ڈیم، داسو، ہارپو، کچی کینال، نئی گج، کرم تنگی، تربیلا پانچ، یہ سارے ڈیم عمران خان صاحب کے دور میں بننے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ اگلے دس سال میں دس ڈیم بنیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر فیصل جاوید: میں ختم کر رہا ہوں۔ یہاں بڑی باتیں ہوئی ہیں۔ وزیراعظم عمران خان صاحب کو کابینہ میں، یہاں کابینہ کے ممبران بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو اس بات کی تائید کریں گے کہ یہ جو محسن عزیز صاحب نے مسائل کے حوالے سے بات کی ہے کئی بار یہ تجویز پیش کی گئی کہ جی بجلی کی قیمتیں بڑھائیں۔ وزیراعظم عمران خان نے وہ تجویز رد کی کہ ہم عام آدمی پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ڈالیں گے۔ یہ بجٹ بھی جو آنے والا ہے، فیصلہ کیا ہے کہ اس میں بھی بجلی کی قیمتیں نہیں بڑھائی جائیں گی۔ باوجود اس کے کہ rental power projects والوں نے ہمارے ساتھ بہت برا کیا،

rentals نے اس ملک کے ساتھ بہت برا کیا ہے لیکن اس کے باوجود عمران خان صاحب نے، آج جو ہم کہتے ہیں کہ ہماری 9% large scale manufacturing سے اوپر چلی گئی ہے۔ کیوں؟ جو industry کو discount package دیا ہے عمران خان صاحب نے بجلی کے حوالے سے بھی جو انڈسٹریز کو discount package دیا ہے 25% سے 50% تک کا جو reduction package دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ غریبوں کے لئے جو سستی بجلی کا package دیا ہے وہ بھی ہمیں بھولنا نہیں چاہیے۔

کیا وجہ ہے کہ آج لوگ پوری دنیا میں اپنی اپنی حکومتوں سے شکایت کر رہے ہیں، جو پوری دنیا کا کورونا میں حال ہوا ہے یہ اسی کورونا کے دوران وزیراعظم عمران خان صاحب نے یہ سارے packages دیے ہیں جس سے پاکستان کی معیشت بھی چل رہی ہے بلکہ پاکستان۔۔۔

Mr. Chairman: Senator Sahib, thank you.

سینیٹر فیصل جاوید: بلکہ پاکستان کی economy ان economies میں سے ہے جو تیزی سے اوپر جا رہی ہیں۔ لوگوں کو عمران خان صاحب نے افلاس سے بھی بچایا ہے۔ یہ پوری دنیا کے سامنے case study ہے۔ آج 17% line losses پر ہیں جسے ہم کم کر کے نیچے لے کر جا رہے ہیں اور مزید نیچے لائیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ recovery bills میں بھی ہماری percentage by the end of this year اور اگلے سال کے آخر تک وہ بھی بچے گی۔

جناب چیئرمین: کچھ Minister points کے لئے بھی چھوڑ دیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: باقی points میں Minister کے لئے چھوڑ دیتا ہوں لیکن یہاں سب کے لئے ایک ہی message ہے کہ دیکھیں سیاست تو ہوتی رہے گی۔ آئیں انسانوں کے لئے سوچیں اور جو اچھا کام کر رہا ہے اس کو appreciate کریں۔ آپ کی political point scoring اپنی جگہ لیکن facts and figures اپنی جگہ۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Last speaker from Opposition side Mr. Bahramand Khan Tangi,

پھر وزیر صاحب respond کریں گے۔ شکریہ جی۔ بہت لمبی ہو گئی ہے۔ جی جناب بہرہ مند خان تنگی، ہاؤس کو تنگ نہ کرو جلدی بتاؤ۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس طرح تو پورا ہاؤس ہے ماشاءاللہ لیکن بحث کا ایک time بھی ہے۔ Thank you, next time افنان کو time دیں گے جی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں عرض کروں کہ سپیکر اس پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، مائیک پر دبائیں۔ یہ پارٹی تو نہیں ہے۔ جس نے، جب آگیا numbering پر ہے۔ Thank you, Saadia. جی۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: چیئرمین صاحب! میں کامران صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور as a Senator of Jamiat Ulama-i-Islam نہیں بلکہ as a Senator of Pakistan ان کا جو motion ہے یہ ہماری moral, political and profession responsibility بنتی ہے کہ ہم فیصل جاوید کی تقریر نہ کریں۔

ہم نے ہمیشہ یہاں سے ان کو یہ سکھانے کی کوشش کی ہے کہ آپ میڈیا سے سیکھیں، آپ اپوزیشن سے سیکھ لیں، آپ intellectuals سے سیکھ لیں لیکن unfortunately ان کو ابھی بھی ہوش نہیں ہے کہ ہم سینیٹر ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! اگر motion پر آجائیں. please

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب! میں motion پر آنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی Leader of the House, please اگر۔۔۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: میری تقریر کے دوران ہمیشہ Leader of the House کھڑے ہو جاتے ہیں۔ Please آپ میری تقریر کے بعد بات کریں۔ یہ تین چار مرتبہ میری speech کے دوران کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ آپ میری تقریر کے بعد کھڑے ہو جائیں اور پھر جو مرضی بولیں۔ جناب! please, میں ان سے request کرتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! میری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ اس ایوان میں جتنے بھی معزز سینیٹر ہیں وہ سب برابر کے محترم ہیں۔ جو مرضی تنقید کریں۔ تنگی صاحب! سر آنکھوں پر۔ صرف یہ ہے کہ آپ، ہم اگر یہ روایت قائم کریں گے، ایک ایک سینیٹر کا نام لے کر اس قسم کی بات کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ ہر سینیٹر جو اس .floor of the House پر ہے وہ equally قابل احترام ہے اور ہمیں یہ احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور اچھی روایت قائم کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی بہرہ مند خان تنگی صاحب .please

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: چیئرمین صاحب! چوہدری صاحب نے کہا کہ مختلف سیکٹرز کی بات کی ہے اور یہاں انرجی کو strengthen کرنے کی بات کی تو میں اپنے معزز سینیٹروں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2013 میں ان کے چیئرمین صاحب جو اس وقت Prime Minister Sahib ہیں، سوات میں ضمنی الیکشن میں ایک تقریر کر رہے تھے۔ اس ضمنی الیکشن کی تقریر میں عمران نے یہ کہا تھا، commitment کی تھی کہ میں تین سو پچاس ڈیم بناؤں گا۔ ان 350 ڈیموں سے میں KP کو بجلی دوں گا، میں پاکستان کو بجلی دوں گا۔ جو باقی بچے گی وہ میں پوری دنیا کو دوں گا۔ تو میں تمام سینیٹروں کو اس floor سے چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی سینیٹر، کوئی بندہ کھڑا ہو کر بتائے کہ آج تک 356 dams ڈیموں کا کیا بنا؟ سات ارب روپے ایشین بنک کے قرضہ کا کیا بنا؟ بارہ اضلاع میں 356 dams بننے تھے ان کا کیا ہوا؟

چیئرمین صاحب! میں عمران کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ڈیم نہیں تھے، وہ چکی تھے جو وہ community اپنی مدد آپ کے تحت بھی بنا سکتی ہے بیس پچیس ہزار روپے سے۔ دس پندرہ گھروں کو ان سے بجلی دیتے ہیں لیکن چیئرمین صاحب! 356 ڈیم کے جو hydel projects تھے، اگر یہ سات ارب روپے کے بڑے پراجیکٹ لے آتے جبکہ آج تک اس نے KP میں دو میگاواٹ بجلی نہیں دی 356 ڈیموں سے ٹوٹل 35 میگاواٹ بجلی بنتی تھی اور اس کے چیئرمین نے کہا تھا کہ میں KP کو دوں گا، میں پورے پاکستان کو دوں گا اور میں باہر کی دنیا کو دوں گا۔ 35 میگاواٹ بجلی ایک ضلع کی بجلی بنتی ہے تو ان کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ technical کیا چیز ہے، political کیا چیز ہے، governance کیا چیز ہے اور پھر completion کیا چیز ہے؟

آج تک نہ 356 dams نہ community کی capacity building اور نہ training کی ہے نہ اس کو functional کیا ہے، نہ ان کو handover کیا ہے بلکہ ان لوگوں سے lease پر زمین لے کر اس پر زبردستی قبضہ کیا ہے۔ تو چیئرمین صاحب! میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو commitments آپ نے کی ہیں، میں یہی بات بتادوں کہ hydel۔۔۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، تشریف رکھیں، motion پر آئیں۔ جی جی۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: محسن! تم بیٹھ جاؤ، تم مجھ سے زیادہ باتیں نہیں کر سکتے۔ چیئرمین صاحب! میں یہی بتانا چاہتا ہوں کہ hydel proejcts کی طرف آجائیں، جو عمران نے اس قوم سے commitment کی تھی کہ اللہ نے بہت زیادہ resources دیے ہیں تو میں KP کی بات کرتا ہوں اگر ان resources کو for the sake of KP and for the sake of this country utilize کریں تو ہم اس سیکٹر کو strengthen کر سکتے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ غصہ نہ کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی مراد سعید صاحب، وزیر صاحب۔

Mr. Murad Saeed, Minister for Communications

جناب مراد سعید (وزیر برائے مواصلات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! شکریہ۔ بنیادی طور پر یہ motion اور جو ابھی تک points اٹھائے گئے ہیں اس میں تین اہم نکات ہیں۔ ایک یہ ہے کہ مہنگی بجلی، دوسرا یہ ہے کہ حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور تیسرا یہ ہے کہ circular debt کو جو بڑھتا جا رہا تھا اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پہلے میں مہنگی بجلی کے حوالے سے ان کے سوالات کو address کروں گا۔ لیکن پہلے میں مہنگی بجلی کے مسئلہ پر آتے ہوئے آپ ہی کے اس Upper House کی ایک قائمہ کمیٹی نے ایک رپورٹ مرتب کی تھی، میں اس کا حوالہ دوں گا اور ساتھ ہی سپریم کورٹ میں جسٹس ثاقب نثار صاحب جو چیف جسٹس تھے ان کی سربراہی میں ہونے والی hearing ہوئی تھی، کا حوالہ دیتا چلوں۔

جناب! سپریم کورٹ میں چیف جسٹس آف پاکستان نے کہا کہ جو آئی پی پیز کے ساتھ بجلی کے معاہدے ہوئے ہیں یہ پاکستان کے گلے میں پھندے کے مترادف ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا۔ نمبر 2، جو فنانشل ٹائمز کی رپورٹ آئی تو فنانشل ٹائمز نے 1994 کی آئی پی پیز کی پالیسیاں تھیں

پھر اس کے بعد پاکستان میں مختلف ادوار میں اس کی continuity ہوئی اس کے حوالے سے انہوں نے لکھا کہ جتنے ممالک تھے اور جنہوں نے یہ expensive agreements کئے تھے وہ تو اس سے نکل گئے لیکن پاکستان کو 2002 کے بعد 2018 تک agreements مل رہے ہیں اس سے ہمیشہ کے لئے کوئی امید نظر نہیں آ رہی بلکہ ملک مزید تاریکی میں ڈوبے گا، یہ فنانشل ٹائمز کہہ رہا ہے۔ آپ کی سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کی رپورٹ کیا کہتی ہے۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی نے دو، تین حوالوں سے کام کیا تھا۔ اس میں پہلی چیز یہ تھی کہ 2013 کے بعد جو power agreements تھے، ایک تو آپ نے ان کو ڈالر میں payment کرنی تھی، یہ آپ نے ملک کا بڑا نقصان کر دیا، ظلم کر دیا۔

نمبر ۲، مختلف expensive power plants لگائے گئے اور مختلف قیمتیں دی گئیں، ان کا بوجھ بھی قوم کو ادا کرنا پڑا۔

نمبر ۳، پاکستان میں hydel power کی جو capacity تھی، آپ اس کی طرف نہیں گئے۔ ابھی solar پر بات ہوئی، آپ اُدھر نہیں گئے، آپ furnace oil کی طرف گئے، آپ مہنگی ترین بجلی کی پیداوار کی طرف گئے بلکہ آپ کی رپورٹ تو یہ کہتی ہے، باقی چھوڑیں، بجلی استعمال کریں یا نہ کریں، پاکستانی قوم نے اس کے پیسے ادا کرنے ہیں۔ یہ دنیا میں کہاں پر ہوتا ہے؟

آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں جو expensive electricity کی بات ہو رہی ہے، یہ تمام reports ملا کر جو چیز ہمارے سامنے واضح ہوئی، وہ یہ کہ پاکستان میں hydropower کی جو capacity تھی، آپ اس پر نہیں گئے، long term میں ڈیموں کی طرف جانا تھا، ادھر آپ نہیں گئے۔

آپ نے interior Sindh کی بات کی، south Punjab, south KP, Balochistan, جو آپ کے پاس solar capacity تھی، آپ اس پر نہیں گئے، آپ مہنگی ترین بجلی کی پیداوار کی طرف گئے۔ گاؤں میں ایک غریب آدمی کے گھر میں صرف ایک بلب اور ایک پنکھا چلتا ہے، وہ بجلی استعمال کرے یا نہ کرے لیکن وہ بھی ان مہنگے power plants کی وجہ سے مہنگی بجلی کا بل ادا کرتا جائے گا۔

رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ ہر سال circular debt میں مزید اضافہ ہونا ہے۔ ہر سال per unit بجلی مزید مہنگی کرنی پڑے گی۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، میں 2018 سے پہلے کی رپورٹ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جب یہ حکومت آئی تو انہوں نے اس کے لیے کیا اقدامات کیے، اس کا جواب چاہیے۔

جناب چیئرمین! سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کی جو رپورٹ تھی، 460 ارب بغیر audit کے انہوں نے 2013 میں IPPs کو ادا کیے، اس کی inquiry تھی، آپ کی رپورٹ تھی۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کی hearing ہوئی، اس کے حوالے سے جو چیزیں سامنے آئیں، recommendation آئی، اس حوالے سے کسی نے کچھ نہیں کیا۔ عمران خان آئے، انہوں نے پہلی مرتبہ IPPs پر ایک inquiry report مرتب کی۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ آپ نے اس کے بعد کیا کیا۔ جس طرح کہا گیا کہ آپ agreement کو کیوں ختم نہیں کرتے۔ جناب! آپ نے کبھی یہ سنا ہے کہ بیس، تیس سال تک آپ لوگوں کے ساتھ معاہدے کریں کہ میں بجلی پیدا کروں یا نہ کروں، میں بجلی استعمال کروں یا نہ کروں، میں نے آپ کو بل دیتے رہنا ہے، یہ دنیا میں کہاں پر ہوتا ہے؟ عمران خان نے اس کی تحقیقات کیں، inquiry report آئی، اس میں ایک اور چیز بھی سامنے آ گئی کہ جو ان کا profit بنتا تھا، اس سے بھی کئی گنا زیادہ ان لوگوں کو فائدہ ملتا رہا۔ پاکستان میں جو capacity تھی، آپ اس طرف نہیں گئے۔ اس رپورٹ کے بعد پہلی چیز یہ تھی کہ آپ agreement کریں، جس طرح انہوں نے کہا۔

جناب! ریکوڈک کا آپ کو یاد ہوگا، معاہدہ کس طرح کرتے ہیں، معاہدہ اس طرح کرتے ہیں کہ پاکستان کو پھر اس دلدل میں دھکیلیں اور ایسے معاہدے کریں جب عالمی عدالت میں جائیں تو آپ وہ کیس ہی ہار جائیں، Karkey case کی طرح 1.2 billion dollars آپ پر جرمانہ ہو۔ ریکوڈک کی طرح آپ پر 6 million dollars کا جرمانہ ہو۔ پرانے جرمانے بھی عمران خان معاف کروائیں اور پھر آپ کے IPPs کی inquiry کروا کر ان کو بھی ٹھیک کر دیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب، براہ مہربانی آپ interrupt نہ کریں، آپ نے اپنی بات کر لی۔ جی۔

جناب مراد سعید: IPPs کی رپورٹ آئی۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کی اس رپورٹ کے بعد وزیر اعظم عمران خان نے ایک inquiry Commission بٹھایا، اس کی بھی رپورٹ آئی، اس رپورٹ میں ان تمام چیزوں کے خدشات کا ذکر ہوا۔ جب ہم اپوزیشن میں تھے، جب آپ کمیٹیاں مرتب کر رہے تھے، جب یہ رپورٹ سامنے آ رہی تھی، جب ہم یہاں پر آوازیں اٹھا رہے تھے۔ مجھے ایک ایک سینیٹر کا نام یاد ہے جنہوں نے ان IPPs کے agreement کے خلاف اس ایوان میں آواز اٹھائی تھی، وہ تمام تقاریر نکال کر میں پڑھ چکا ہوں۔ یہ چیزیں تھیں جو عمران خان واضح کر کے آپ کے سامنے لے کر آئے۔

جناب! اب کیا ہوگا، یہ کہ IPPs کے ساتھ بات کر کے 700 billion کا پاکستان کو فائدہ ہو اور عوام پر مزید بجلی کا بوجھ نہ ڈالیں، اس پر عمران خان نے کوشش کی، عمران خان کی حکومت ہے۔ اس کے علاوہ یہ کیا کہ long term کے لیے دس ڈیموں کا فیصل جاوید صاحب نے ذکر کیا۔ میں چھوٹے منصوبوں کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ Hydropower projects کی بات ہوئی کہ آپ نے تو وعدہ کیا تھا، وہ کدھر گئے۔ جناب! ہم نے Gorkin Matiltan, Swat میں hydropower project شروع کیا، وہ مکمل ہوگیا، Daral Khwar Hydropower Project کو شروع کیا، وہ مکمل ہوگیا۔ Bahrain Power Project کو نہ صرف شروع کیا بلکہ مکمل ہوگیا۔ ہم نے ابھی 300 MW کا منصوبہ بالاکوٹ میں شروع کر دیا۔ مانسہرہ میں 4 hydropower projects پر کام کیا۔ چترال میں 7 hydropower projects پر کام شروع کر دیا۔

جناب! صرف یہ نہیں کیا، جس طرح ابھی ایک ایک کر کے solar پر بات کی جا رہی تھی کہ آپ نے سکول solar پر کر دیے، آپ نے قومی اسمبلی کی building solar power پر کر دی۔ ہم نے خیبر پختونخوا میں مساجد سے آغاز کیا تھا، پھر اس کے بعد schools, colleges, universities میں solar لگوائے لیکن کیا یہ حل ہے۔ یہ حل اس لیے نہیں کہ بیس، تیس سال کے لیے ہمیں ان agreements میں باندھ دیا گیا ہے، تیس سال تک ہم ان agreements سے نکل نہیں سکتے۔ اگر ہم نکلیں گے، جس طرح آپ کے دور میں ریکوڈک کا ہوا، آپ کے دور میں Karkey کا ہوا، اسی طرح ہم پر مزید penalties لگیں گی۔

لہٰذا، IPPs کی inquiry کرکے غلطیوں کا تعین کرکے ان کو ٹھیک کرنا ہے۔ دوسرا یہ کہ renewable energy پر جا رہے ہیں، hydropower power projects کی طرف جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں solar power کی بات ہوئی کہ تمام ٹیوب ویل وغیرہ کو solarize کر دیں، یہ steps لے رہے ہیں لیکن جب ہم ڈیم بنائیں گے تو یہ long term solution ہے۔

جناب! circular debt کی بات ہوئی۔ سینیٹر صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کہ ہمارا circular debt بڑھتا گیا۔ جب اس طرح بات کی جاتی ہے کہ circular debt بڑھتا گیا، بالکل حقیقت ہے لیکن جب آپ دیکھیں گے کہ facts کیا ہیں، ہمارا circular debt پچھلے سال 494 billion تھا، اس سال اس کو 260 billion تک نیچے لے کر آئے۔ اس میں کتنی کمی ہوئی ہے، آپ کے سامنے ہے۔ اگر ہم موازنہ کرلیں، 2018 میں مسلم لیگ (ن) حکومت کا آخری سال تھا، اس سے 100 billion سے زیادہ per year increase آ رہا تھا، ہم نے اس میں کمی کر دی۔

جناب! مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے 460 ارب بغیر آڈٹ کے دے دیے، 1,100 billion تک circular debt چھوڑا۔ سال کا increase 400 billion تک تھا، یہ اس میں decrease لے کر آئے لیکن performance اس بنیاد پر کی جا رہی ہے کہ سب ملا کر circular debt اتنا بن گیا، بالکل ٹھیک ہے لیکن اس سال ہمارا circular debt 260 billion ہے، پچھلے سال 494 billion تھا۔ اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے آخری سال کا موازنہ کیا جائے تو ہم اس میں 100 billion سے بھی زیادہ کمی لے آئے ہیں۔۔۔۔

Mr. Chairman: Mushtaq Sahib, please, why are you interfering?

آپ تو ایک senior Senator ہیں، ایسا نہ کریں۔ آپ interrupt کریں گے تو آپ کی بات پر بھی interruption ہوگی تو اچھی بات نہیں ہوگی، مہربانی کرکے ان کو بولنے دیں۔ جی وزیر صاحب۔

جناب مراد سعید: جناب! 1,100 ارب تک کیسے پہنچا تھا، پہلے یہ سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ سال کا increase کتنا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سال میں circular debt میں جو اضافہ

ہورہاتھا، یہ میں نہیں کہہ رہا، سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کہہ رہی ہے، سپریم کورٹ کہہ رہی ہے، Financial Times کہہ رہاہے کہ ہر سال circular debt میں مزید اضافہ ہونا ہے لیکن ہم اس میں کمی لے کر آئے، یہ عمران خان کی کارکردگی ہے۔ ہم per year increase میں کمی لے کر آئے ہیں۔

نمبر ۲، بجلی کے بل کے حوالے سے بات ہوئی۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ اس ایوان بالا کی رپورٹ کہہ رہی ہے کہ ہر سال آپ کو per unit میں اضافہ کرنا پڑے گا لیکن آپ نے اس کو بھی روک دیا، یہ اس حکومت کی کارکردگی ہے۔

نمبر ۳، IPPs جو گلے میں پھندے کے مترادف ہیں، یہ میں نے نہیں کہا، یہ سپریم کورٹ کے honourable Chief Justice صاحب کہہ رہے ہیں۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کہہ رہی ہے، Financial Times کہہ رہا ہے کہ تاریکی ہے۔ ہم نے اس کو اس طرح کم کیا کہ IPPs کے ان معاہدوں کی inquiry کروائی، غلطیوں کا تعین کیا، ان سے بات کی اور پاکستانی قوم پر بوجھ کو کم کرنے کی کوشش کی۔

ہمارا مستقبل یہ ہے کہ دس ڈیم بن رہے ہیں، ہم hydropower projects کی طرف جارہے ہیں۔ آپ نے جو غلطیاں کی تھیں، ان غلطیوں کو ٹھیک کررہے ہیں۔ میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ جب یہ معاہدے ہورہے تھے، دنیا میں جو رپورٹ مرتب ہوئی ہے، قائمہ کمیٹیوں میں بھی اس کا ذکر ہوا، بارہا کہا جارہاتھا کہ خدا کے لیے! فرنس آئل پر نہ جائیں،، خدا کے لیے آپ مہنگے power plants پر نہ جائیں، خدا کے لیے آپ پاکستان کے ماحول کو، پاکستان کے مستقبل کو برباد نہ کریں۔ عوام کے اوپر یہ بوجھ نہ ڈالیں پھر اس کے باوجود کیا ضرورت تھی ان مہنگے معاہدوں کی؟ اور میں ان مہنگے معاہدوں کی گہرائی میں اس لیے نہیں جاتا کہ پھر یہاں پر بات ہوگی کہ آپ نیب جائیں ریکارڈ چیک کرلیں۔ آپ دنیا کے اندر اس وقت جائیں کہ کون کون سے معاہدے میں کیا کمیشن، کیا کرپشن اور دنیا نے کیا کہا وہ تمام چیزیں سامنے آئیں۔ جناب چیئرمین! مسئلہ اصل میں ایک ہی ہے کہ نہ تو ہم نے مستقبل کا سوچا، نہ ہم نے قوم کا سوچا، ہم نے اپنے مہنگے شرکت داروں کو بلا کر، IPPs کی جب میں بات کرتا ہوں، ابھی تاج حیدر صاحب، جو ہمارے بہت senior parliamentarian ہیں، انہوں نے بہت خوبصورت بات کی لیکن میں یہاں پر یہ تو نہیں کہہ

سکتا کہ جو fake accounts کی JIT تھی اس میں یہ بھی رپورٹ آئی کہ مراد علی شاہ اور زرداری صاحب نے مل کر power plants خرید لیے۔ اسی طرح sugar mills انہوں نے خرید لی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: براہ مہربانی آپ اس طرح کی بات نہ کریں، تشریف رکھیں۔ ہاؤس میں بات کرنے دیں۔ ان کی بات سنیں۔ بہرہ مند تنگی ہاؤس کا ماحول خراب نہ کریں۔ آپ اپنی بات بعد میں کریں۔ آپ اپنی بات اپنی تقریر میں کریں۔ بہرہ مند تنگی تشریف رکھیں۔ جی وزیر صاحب! مکمل کریں۔

جناب مراد سعید: جناب والا! میں fake accounts کی JIT کا حوالہ دے رہا تھا کہ اس میں power plants کا ذکر آیا، میں ان لوگوں کا نام نہیں لوں گا، میں سندھ کے وزیر اعلیٰ کا بھی نام نہیں لوں گا لیکن قوم جانتی ہے کہ ان کے بھی power plants سامنے آ گئے۔ مسئلہ ایک یہ بھی ہے کہ کاروبار کو سیاست کو اور عوامی خدمت کو ہم اگر الگ رکھیں تو میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی سینیٹ کی ایک Standing Committee کی رپورٹ، سپریم کورٹ میں جو hearing ہوئی وہ، Financial Times کی جو رپورٹ آئی وہ، اور fake accounts کی JIT کی رپورٹ، ہر معزز رکن کو اس کی ایک ایک کاپی پیش کر دیں تو سب کو سمجھ آ جائے گا کہ معاملہ کیا تھا اور سمجھ آ جائے گی کہ عمران خان کس طرح ہمیں اندھیروں سے نکال کر ایک مستقبل کی طرف، امید کی طرف، روشنی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ میری گزارشات تھی اور اگر اس کے اوپر مزید بحث کرنی ہے تو ان شاء اللہ facts کے ساتھ بات کریں گے اور اگر facts کے اوپر بات ہو گی تو ہم آگے جائیں گے۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out. Leader of the Opposition

کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ motion talked out ہو چکا ہے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی): میں یہ گزارش کروں گا وزیر صاحب کو کہ یہ آپ ہی کا motion ہے۔ یہ ہماری طرف سے نہیں آیا۔ یہ Treasury benches کی طرف سے آیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کامران مرتضیٰ صاحب لائے تھے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: ہمیں ماحول کو conducive رکھنا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہاں ہم کوئی point scoring کریں یا کسی کی leadership کو criticize کریں، یہ ایک motion ہے جو آپ نے discuss کر لیا ہے اس کا جو آگے آپ نے سوچنا ہے وہ کریں۔

Mr. Chairman: We may now take up Order No. 18. Senator Mohsin Aziz, please move the motion.

وزیر صاحب براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ محسن صاحب! تشریف رکھیں کیونکہ علی محمد خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ پہلے میری سنیں۔ ایک منٹ، پہلے ان کی سنوں پھر آپ کی سنتا ہوں کامران صاحب۔

جناب علی محمد خان: شکریہ۔ motion کے حوالے سے وزارت کی طرف سے میں اس کو wind up کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ ہو گیا ہے وزیر صاحب نے کر دیا ہے۔ Wind up ہو گیا ہے motion talked out ہو گیا ہے۔ علی محمد خان صاحب اس پر debate نہ کھولیں۔

جناب علی محمد خان: Debate نہیں کچھ figures آپ کے سامنے رکھنے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ نہیں ہو سکتا motion talked out ہو چکا ہے ایک وزیر ایک وقت پر wind up کر سکتا ہے تین نہیں کر سکتے۔ It has been done. جی کامران مرتضیٰ۔ وزیر صاحب! ہاؤس کا ماحول آپ خود خراب کیوں کر رہے ہیں۔ میں آپ کو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ motion has been talked out. کامران صاحب کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! اس motion کو voting کے لیے بھی پیش کیا جاسکتا ہے اگر لوگ مطمئن ہیں حکومت کی پالیسی سے یا پھر جو statement آئی ہے اس سے اگر مطمئن ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے بعد میں motion لائیں گے ابھی تو یہ motion talked out ہو گیا ہے کوئی اس کے لیے motion for voting نہیں لایا جاسکتا۔ It is not for the voting, it is just a discussion.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس کو resolution میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: کر سکتے ہیں لیکن میں فی الحال نہیں کر رہا۔ شکریہ۔ جی قائد حزب اختلاف۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani: Sir, the motion has been talked out but you have to put it to the House.

جناب چیئرمین: نہیں جناب! اس کو put نہیں کیا جا سکتا۔ آپ House کے rules change نہ کریں۔

Order No. 18. We may now take up Order No. 18, Senator Mohsin Aziz, please move the motion.

سینیٹر محسن عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! مجھے امید ہے کہ کم از کم اس motion پر تو اچھی بات ہو جائے گی۔ کم از کم یہاں پر تو نام انسانیت سے لیے جانے چاہییں۔ یہاں پر بہت بد تمیزی سے نام لیے جا رہے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ اگر ماحول کو خراب کرنا ہے تو ماحول تو ہم بھی خراب کر سکتے ہیں۔ اگر یہاں پر کوئی بھی نام بد تمیزی سے لیا جائے گا تو پھر ہم بھی لیں گے۔

جناب چیئرمین: چلیں جی آپ motion پیش کریں۔

<u>Motion under Rule 218 moved by Senator Mohsin Aziz to discuss the report of Broadsheet Commission headed by Mr. Justice (R) Azmat Saeed Sheikh</u>

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz, move that this House may discuss the report of Broadsheet Commission headed by Mr. Justice (R) Azmat Saeed Sheikh regarding investigation of the Broadsheet scandal.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: انہوں نے ایک motion پیش کیا ہے، وہ کوئی وزیر نہیں ہیں بلکہ وہ آپ کی طرح ایک سینیٹر ہیں اور بھی اسی طرح motions دیتے ہیں۔ وہ جس رپورٹ کی بات کر رہے ہیں، وہ آپ بھی سنیں اور discuss کریں۔ جی محسن صاحب! آپ شروع کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: یہاں پر بات کرنے سے پہلے ہی واویلا شروع ہو گیا ہے۔ ان کو کیا problem ہے؟ اگر کوئی problem ہے تو مجھے پہلے ہی بتا دیں تاکہ ہم اس کو پہلے discuss کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی آپ شروع کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: دیکھیں جی motion تو motion ہوتا ہے، اس پر discuss کر لیں، یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ جناب والا! میں اپنی بات یہاں سے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ جو چھوٹا چور ہوتا ہے، یعنی موبائل کا چور، موٹر سائیکل کا چور، گاڑی کا چور، وہی بالآخر پکڑا جاتا ہے اور پاکستان میں خاص طور پر یہی حال ہے۔ چھوٹا چور اگر smuggler ہے، carrier ہے، چاہے وہ منشیات کا ہو، کپڑے کا ہو، فرج کا ہو، ایئر کنڈیشنر کا ہو، وہ ہی بالآخر پکڑا جاتا ہے اور قانون اس کو سزا دیتا ہے اور وہ جیل چلا جاتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر کرشنا، سینیٹر روبینہ مہربانی کرکے ان کی بات سن لیں۔ آپ کیوں House کا ماحول خود خراب کر رہی ہیں۔ جی۔

سینیٹر محسن عزیز: ایک قاتل بھی اپنی گھبراہٹ میں، شرمندگی میں اور confusion میں کوئی نہ کوئی ایسا ثبوت چھوڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بالآخر پکڑا جاتا ہے اور پابند سلاسل ہوتا ہے لیکن technology کے اس دور میں ایک serial killer جرم کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک smuggler technology کی بدولت بڑے سے بڑا ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس کی technology زیادہ کام کرتی ہے اور وہ outsmart کر دیتا ہے اور اپنے میل جول کی وجہ سے اس کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

اسی طریقے سے white collar job خاص طور پر پاکستان میں advance technology کو، computer کو اور modern طریقہ کار کو استعمال کرکے اس ملک کو نہ صرف لوٹا گیا بلکہ برباد کیا گیا اور قانون کو ہر طریقے سے outsmart کیا گیا۔ اگر ہم دیکھیں تو یہی لوگ قانون کے کٹہرے میں آتے ہیں اور نہ ہی لائے جا سکتے ہیں کیونکہ یہ white collar crime اتنی مہارت سے کیا جاتا ہے کہ پکڑنا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہوتا ہے۔ اب پاکستان

جیسے ملک میں ایسی چیزیں جو سامنے آئی ہیں، ان میں ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور وقت کو زیادہ استعمال کیا جاتا ہے، اس کے بعد مصلحت سامنے آ جاتی ہے، مک مکا سامنے آ جاتا ہے اور بات رفع دفع ہو جاتی ہے۔ یہی حال Broadsheet کی investigation میں ہوا۔ شروع میں تو بہت گرما گرمی ہوئی، بہت بات چیت ہوئی لیکن اس کے بعد اس معاملے کو carpet کے نیچے گھسا دیا گیا اور یہ کوشش کی گئی کہ اس کو کسی طریقے سے ختم کر دیا جائے۔ یہ کام زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں جن کی الماریوں میں مردے موجود ہوتے ہیں اور وہ لوگ نہیں کرتے جن کے مردے موجود نہیں ہوتے۔ اب بات یہ ہے کہ یہ جو ڈاکا ہے، یہ لوگ پھر دندناتے پھرتے ہیں اور پھر ہوتا یہ ہے کہ آخر کار ہماری جیسی غریب حکومت کو 28 million dollars جرمانے کی مد میں دینا پڑتا ہے۔ یعنی کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ کرتا کوئی ہے اور بھرتا کوئی ہے۔

اسی طریقے سے ہماری معیشت کا subject آپ لیں، قرضوں کا subject آپ لیں، جو لیں وہ اسی طریقے سے برباد ہوا ہے اور ہم آگے چلتے گئے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی اور وقت ہوتا، کوئی اور حکومت ہوتی، اس معاملے کو بھی جو ابھی fine لگا ہے اس کو رفع دفع کر دیتے، اس کو بھی دفن کر دیتے۔ ایک آدھی بلڈنگ کو short circuit کی وجہ سے آگ لگ جاتی، جو تھوڑے بہت شواہد موجود ہیں ان کو بھی دفن کر دیا جاتا لیکن حکومت عمران خان کی تھی اور وہ چاہتے ہیں معاملے کو شفافیت سے عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اسی لیے یہ کمیشن قائم کیا گیا، عظمت سعید صاحب کے ذریعے انکوائری کروائی گئی اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ بات سب کے سامنے آئے اور سب کے سامنے آ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں پر عظمت سعید صاحب لکھتے کیا ہیں اور ہم نے سنا کیا ہے کہ بہت سی پارٹیاں جو اس سائیڈ پر بیٹھی ہیں انہوں نے ان کو روکنے کی کوشش کی۔ ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ کمیشن کے head نہ مقرر ہوں۔ اس لیے وہ بعد میں لکھتے ہیں، جب وہ رپورٹ لکھ رہے تھے کئی اطراف سے ان کو اطلاعات ملیں، کئی اطراف سے دھمکیاں ملیں، کئی اطراف سے رکنے کی بات ہوئی لیکن وہ رکے نہیں اور یہ باتیں سامنے آئیں۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ delays کا طریقہ کار استعمال کیا گیا، non-cooperative attitude رکھا گیا لیکن انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے اور جو لوگ ہیں انہیں identify کیا ہے۔ اس میں جو بات سامنے آئی ہے، احمد بلال صوفی صاحب کا نام سامنے آیا ہے، غلام رسول صاحب کا آیا ہے، عبدالباسط صاحب کا آیا ہے۔ اس کے علاوہ

چار پانچ نام اور بھی ہیں ان کے اوپر criminal action لیا جائے یہ تجویز انہوں نے دی ہے۔ جب آپ اس کیس کو study کریں تو پاکستان کے خلاف جو penalties آئی ہیں، جو payments آئی ہیں وہاں پر Jersey کا جو legal officers ہے وہ کیا کہتا ہے۔ Jersey wants to assist Pakistan but it cannot be done without Pakistan's assistance. Further the judge says I am surprised why NAB is not pursuing the case. یہ اس زمانے کی بات ہے۔

Sir, Antony even further says that it surprises me as NAB was established with a statutory duty of recovering corrupt assets and money,

اب یہاں پر Avenfield کا نام کہیں اس رپورٹ میں آتا ہے۔ گھمن صاحب کی non-cooperation کی بات آتی ہے، منصور الحق صاحب کا نام آتا ہے۔ شان گروپ نے جو کیا اس کا نام آتا ہے کہ 1.2 billion rupees دینے کا بھی وعدہ کر دیا۔ مجیب الرحمٰن اور سیف الرحمٰن صاحب کا نام آتا ہے۔ ہمارے جو بڑے لیڈران صاحبان ہیں، نواز شریف صاحب ہیں اور ان کے ڈار صاحب ان کا نام آتا ہے۔ یہ اس رپورٹ میں درج ہے، میں جب اس رپورٹ کو پڑھتا ہوں یہی سامنے آتا ہے۔ غرض یہ کہ ایک طرف تو پاکستان ہے، ایک طرف اس کی غریب عوام ہے جو روز بروز غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف کرپٹ نظام ہے، حکمران کرپٹ ہیں، جھوٹے وعدے کیے جا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں چمگادڑوں اور گیدڑوں کی طرح، گِدھ کی طرح پاکستان کے چمڑے کو نوچا جا رہا ہے اور پاکستان کو کھایا جا رہا ہے۔[1] [****]

(مداخلت)

سینیٹر محسن عزیز: یہ بالکل اردو ہے، میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب چیئرمین: جی. expunged انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ سعدیہ، آپ بیٹھ جائیں آپ کی turn آ رہی ہے۔

[1] *"Words expunged as ordered by the Chairman.".*

سینیٹر محسن عزیز: میں نے کسی کا نام نہیں لیا، اردو زبان میں، میں نے بولا ہے [****][2] جناب چیئرمین: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا، ابھی آپ finish کرنے دیں، آپ کی turn آ رہی ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: میں خود حیران ہوں یہاں سے کوئی نہیں اٹھ رہا، ادھر سے اٹھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے expunge کر دیا ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: آپ مجھے بتائیں کسی کو میری بات بری لگی ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی motion wind up کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: کسی کا نام میں نے لیا ہو۔

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition کھڑے ہیں۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: یہ موشن پر debate ہو رہی ہے۔ نہ ہمارے پاس کاپی ہے، نہ ہمیں کاپیاں دی گئی ہیں، نہ Orders of the Day پر ہے اور نہ ایجنڈے پر ہے۔

جناب چیئرمین: Orders of the Day پر تو ہے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: رپورٹس کدھر ہیں؟ وہ تو ہیں نہیں۔ رپورٹ کہاں ہے؟

جناب چیئرمین: اس پر ابھی وزیر respond کرے گا، میں صرف آپ کی اطلاع کے لیے کہہ رہا ہوں motion 218 کوئی بھی شخص کوئی بھی موشن لا سکتا ہے۔ اخبار کی کٹنگ لا سکتا ہے، کچھ بھی لا سکتا ہے۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani: But there is no report, report should be given to everybody. How can we respond on that?

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان، اب آپ کی موشن نذر ہو گئی ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: کہاں نذر ہو گئی ہے، میری بات تو مکمل کرنے دیں۔

<u>Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House</u>

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! یہ 218 کا موشن ہے۔ یہ بالکل قواعد کے مطابق ایجنڈے پر آیا ہے۔ یہاں پر کوئی report lay نہیں ہو رہی، اتنے سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ کوئی

[2] *"Words expunged as ordered by the Chairman.".*

رپورٹ یہاں پر lay نہیں ہو رہی۔ ایک اور بات یہاں سے تو کسی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب کچھ الفاظ ایسے ہیں، جب کسی کو[3] [****] کہا جائے تو میں نہیں سمجھتا اس میں غیر پارلیمانی لفظ کون سا ہے۔ دیکھیں facts کو face کریں۔

جناب چیئرمین: ابھی قائد ایوان کھڑے ہیں، سعدیہ صاحبہ ہاؤس کا ماحول خراب نہ کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! یہ فیصلہ کر لیں کہ ادھر debate کرنی ہے یا cross talk کرنی ہے۔ یہ فیصلہ کر کے بتا دیں، cross talk کرنی ہے تو پھر ٹھیک ہے cross talk کر لیتے ہیں۔ Debate کرنی ہے تو debate کر لیتے ہیں یہ فیصلہ کر کے بتا دیں۔ یہ نہیں چلے گا، جب بھی یہاں پر ملک کے ساتھ لوٹ کھسوٹ کی بات ہوتی ہے، جب[4] [****] جب بھی یہاں پر اس ملک میں چوری کرنے والوں کی بات ہوتی ہے تو وہاں سے آواز کیوں اٹھتی ہے، یہاں سے آواز کیوں نہیں اٹھتی۔ جب بھی کسی رپورٹ کی بات ہوتی ہے، جب بھی کسی investigation کی بات ہوتی ہے تو وہاں سے آواز کیوں اٹھتی ہے، یہاں سے آواز کیوں نہیں اٹھتی۔ آپ کے پاس اگر کوئی argument ہے تو floor of the House پر کھڑے ہو کر argument کے ساتھ جواب دیں۔ آواز اونچی مت کریں، interrupt مت کریں۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں، میں as Leader of the House اس وقت بات کر رہا ہوں آج کے بعد، اس moment کے بعد اگر یہ روایت قائم رہی تو Leader of the Opposition بھی اگر بات کریں گے تو یہاں سے ان کو جواب ملے گا۔

جناب چیئرمین: یہ روایت نہ رکھیں میری گزارش ہے۔ سینیٹر بہرہ مند تنگی آپ کس طرح ایک سینیٹر سے اس طرح بات کر رہے ہیں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں، پیچھے اپنی سیٹ پر چلیں پلیز۔ پلیز آپ اپنی نشست پر تشریف لے جائیں۔ میں اجلاس اس وقت چلاؤں گا جب you will go back to your chair. کسی کو interrupt نہ کریں وہ بھی سینیٹر ہیں۔ کل کوئی آپ سے کہے بہرہ مند آپ کیوں بول رہے ہیں پھر کیا ہوگا؟ اس طرح ماحول خراب نہ کریں۔ جب ہاؤس میں Leader of the House, Leader of the Opposition کھڑے ہوں

---

[3] *"Words expunged as ordered by the Chairman.".*
[4] *"Words expunged as ordered by the Chairman.".*

دونوں کا احترام آپ پر لازم ہے۔ آپ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔ اس طرح کا ماحول نہ بنائیں، پھر آپ دونوں ہی ہاؤس میں نہیں بول سکتے۔ پلیز اشارے نہ کریں اور بیٹھیں۔ جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: میں صرف ایک بات کروں گا کہ اگر آئینہ دکھایا جائے تو آئینے کو توڑنے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ آئینہ جو دکھاتا ہے اس کے مطابق اپنے آپ کو correct کرنے سے مسائل حل ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کی روایت ڈالیں، آئینہ توڑنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! میں نے یہاں پر بازاری زبان استعمال نہیں کی نہ میں کرنے کے لیے یہاں پر آیا ہوں، نہ میری عزت، نہ میرا رتبہ، نہ یہ ایوان اس بات کی اجازت دیتا ہے لیکن بعض لوگ جو کر رہے ہیں وہ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ اس لیے سنبھالیں کہ زبان ہر ایک کے منہ میں ہوتی ہے، غصہ ہر کسی کو آتا ہے، میں نے اگر کسی کا نام بھی لیا ہے تو اس کے ساتھ صاحب لگایا ہے۔ یہ جو نام لے رہے ہیں، غلط نام لے رہے ہیں، غلط طریقے سے لے رہے ہیں۔ اگر یہاں پر یہ وتیرہ رہا تو جس طرح Leader of the House نے کہا ہے کہ ہم بھی زبان رکھتے ہیں، ہم بھی وہ ہی گندم کھا کر آتے ہیں جو یہ کھاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں، ایک طرف یہ ناعاقبت اندیش لوگ ہیں اور دوسری طرف ایک leader ہے، ایک مجاہد ہے، اصولی آدمی ہے، ایماندار آدمی ہے اور وہ اس وقت ملک کا وزیر اعظم ہے، اس کا نام عمران خان ہے۔ ان شاء اللہ میں آپ کو بتاؤں، ہم نے یہ بچپن میں بھی پڑھا ہے کہ ہمیشہ سچ کا بول بالا ہوتا ہے اور ان شاء اللہ پاکستان میں سچ کا بول بالا ہوگا۔ کیوں کہ یہ leader یہ party ایسی ہے جو نہ کھاتا ہے اور نہ کھانے دیتا ہے، نہ ڈرتا ہے، نہ جھکتا ہے اور نہ بکتا ہے۔ ان شاء اللہ ہم یہ بھی درخواست کریں گے، جو سینیٹرز یہاں پر آکر بڑی اونچی باتیں کرتے ہیں ان کے پیچھے کیا تھا اور وہ کس طریقے سے آئے، کہاں پر خرید و فروخت ہوئی، اس پر بھی ایک commission بنائیں، وہ report بھی یہاں پر سامنے آئے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے یہ لوگوں کو پتا چلنا چاہیے، ان کی اصلیت سامنے آنی چاہیے، شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر افنان اللہ خان۔

Senator Afnan Ullah Khan

سینیٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! میں بجلی کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا تھا، لیکن مجھے موقع نہیں ملا اور آپ نے motion ختم کردیا، میں اس پر روشنی نہیں ڈالوں گا لیکن corruption پر کافی لمبی چوڑی بات ہوئی، میں یہ سمجھتا ہوں پاکستان کے مسائل بہت ہیں، جن میں مہنگائی، economic issue and social issues ہیں لیکن اس وقت ہمارا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ نہ economy ہے، نہ Broadsheet ہے اور جو معاملات بتائے گئے ہیں مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جس ڈھٹائی کے ساتھ حکومت صبح وشام جھوٹ بولتی ہے اور figures کو change کرتی ہے یہ اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پچاس سالوں سے dams نہیں بنے ہیں، غازی بروتھا ڈیم عمران خان صاحب نے بنایا تھا؟

جناب چیئرمین: میری گزارش ہے کہ Broadsheet پر ہی رہیں تو اچھی بات ہوگی، deviate نہ کریں۔

سینیٹر افنان اللہ خان: میں یہ بتا رہا ہوں کم از کم اپنی تیاری پوری کرکے آئیں، اگر آپ نے ہمیں کوئی کہانی سنانی ہے، آپ اس کے fact ہی check کرلیں۔ جناب چیئرمین! زلفی بخاری کل گیا ہے، ان میں سے کسی کو شرم نہیں آئی، سارے کے سارے یہاں پر corruption پر بھاشن دینے آجاتے ہیں، جہانگیر ترین ان کا بندہ، زلفی بخاری ان کا بندہ اور عامر کیانی ان کا بندہ کونسا ایسا بندہ نہیں؟ جو بندہ نکلتا ہے اور corruption کرکے نکلتا ہے یہ لوگ اس کو protect کرتے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: فیصل صاحب تشریف رکھیں، شکریہ سینیٹر صاحب۔

سینیٹر افنان اللہ خان: یہ کوئی طریقہ ہے؟

جناب چیئرمین: آپ اپنی turn پر بات کریں، شکریہ۔

سینیٹر افنان اللہ خان: Transparency International کہہ رہا ہے پاکستان میں corruption بڑھ گئی ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا، ابھی انہوں نے کہا کہ corruption index کو ہم 170th نمبر پر چھوڑ کر گئے تھے، آج 124th نمبر پر ہے، ہمیں یہ

corruption پر بھاشن دیں گے؟ یہ بتائیں گے کہ کیا کام ہوتا ہے؟ ان سے بجلی کا 1 megawatt تک نہیں لگا، ہماری تختیوں پر آپ تختیاں لگاتے جارہے ہیں اور ہمیں بھاشن دے رہے ہیں کہ کیا کام ہونا چاہیے اور کیا کام نہیں ہونا چاہیے۔ اس حکومت کے دماغ میں صرف نواز شریف اور مریم نواز گھسے ہوئے ہیں، ان کا سارا دن یہ خیال ہے وہ کہتے ہیں ان کو جیلوں میں ڈالو، ان کو بند کردو تو ان کی سیاست چلتی رہے گی، اس کے علاوہ ان کا کوئی بھی objective نہیں ہے، ان سے کوئی یہ پوچھے کہ London میں کس نے پیسے بھجوائے تھے، چلیں fine ہوگیا تھا نا؟ تو پیسے کس نے بھجوائے تھے؟ حکومت کس کی ہے، خود پیسے بھجوا کر corruption کروائی ہے، خود مال بنایا ہے، kickbacks کھائے ہیں اور بھاشن دوسروں کو دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کا کوئی end نہیں ہے، میں اس پر بڑی discussion کر سکتا ہوں، اس پر لمبی چوڑی کہانی ہو سکتی ہے لیکن مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے، جب اتنے بڑے platform پر حکومت کی طرف سے مسلسل جھوٹ بولا جاتا ہے اور اگر honourable Minister مجھے صرف یہ بتادیں کہ کیا وجہ ہے کہ Transparency International یہ کہتی ہے کہ پاکستان میں corruption بڑھ گئی ہے، آپ تو corruption کو روکنے کے لیے آئے تھے نا؟ مزے کی بات دیکھیں کہ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو land grabbers ہیں، جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، جیلوں میں land grabbing کس نے کی ہے؟ کس کے بھائی نے جاکر جیلوں میں land grabbing کی ہے؟ یہ یہاں پر آکر ہمیں corruption پر بھاشن دیں گے، ابھی ring road کا جو مسئلہ ہوا ہے، ان کے سارے وزراء involve ہیں، یہ NOVA Housing Society کس کی ہے؟ مجھے بتائیں، اس کو protect کیا اور اس کے بعد اس کو نکال دیا اور آج آکر corruption پر بھاشن دے رہے ہیں، اس ملک کا یہ حال ہے۔ چور بہت قسموں کے ہوتے ہیں لیکن جو سب سے خطرناک قسم کے چور ہوتے ہے وہ نکمّے قسم کے چور ہوتے ہیں مطلب وہ corruption بھی کریں گے اور ملک کی ایسی کی تیسی بھی کریں گے، یہ وہ والی نسل اس ملک میں مسلط کردی گئی ہے جو چور بھی ہیں اور نکمّے بھی ہیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: میں درخواست کرنا چاہتا ہوں، اس پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ اس پر discussion ہے، at the end وہ wind up کریں گے۔

سینیٹر مشتاق احمد: اس کو political angle سے نہ دیکھا جائے، آپ اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک پاکستانی کی حیثیت سے اس مسئلے پر غور کریں۔ جناب چیئرمین! اس میں شک نہیں ہے کہ corruption کینسر ہے اور میں ہمیشہ سے اس ایوان میں یہ کہتا آیا کہ ہوں اس کو دہشت گردی کے برابر جرم قرار دینا چاہیے اور جو لوگ corruption میں ملوث ہوں ان کے شناختی دستاویزات ضبط ہونے چاہییں، یہ وہ کینسر ہے اگر پاکستان اس سے نجات پائے تو ہم World Bank اور IMF سے بھی نجات پالیں گے، ہم اپنے بچوں کو تعلیم اور عوام کو صحت، سڑکیں، بجلی اور عوام کو پینے کا صاف پانی سب کچھ دے سکتے ہیں اگر ہم corruption کو روک لیں لیکن corruption روکنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ Broadsheet پر corruption کا جو aspect ہے میں اس پر آؤں گا اور میں اس پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے ہمیں corruption کے خاتمے کے لیے corruption سے نجات پانے کے لیے احتساب کا ایک غیر جانبدار معتبر نظام قائم کرنا چاہیے۔ جس پر across the board consensus ہو، جو political engineering کے لیے استعمال نہ ہو، جو political management کے لیے tool کے طور پر استعمال نہ ہو، وہ اس چیز کے لیے نہ ہو، جس کو میں ایک آنکھ والا دجال کہتا ہوں کہ جس کو اپنے مخالفین نظر آتے ہوں اور اپنی صفوں میں کھڑے ہوئے لوگ نظر نہیں آتے۔ ہمیں ایسا احتساب کا ادارہ، جس پر عوام کا اعتماد ہو اور جو across the board احتساب کرے، جس میں ججز بھی ہوں، جس میں Generals بھی ہوں، جس میں سیاست دان بھی ہوں، جس میں bureaucrats بھی ہوں اور جس میں ہر وہ بندہ جو corruption میں ملوث ہو خواہ وہ کتنے بھی طاقتور ادارے سے تعلق رکھتا ہو، اس کو استثنا نہیں ہونا چاہیے۔ ابھی تک موجودہ حکومت PTI بھی اس میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جو NAB کا ادارہ ہے وہ اس وقت اپنا اعتماد کھو چکا ہے اور اس کے بارے میں عام پاکستانی کے ذہن میں یہ بات راسخ ہے کہ یہ political

management, political engineering کے لیے ایک tool کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں حکومت سے بھی کچھ سوالات پوچھتا ہوں اور پھر Broadsheet پر، NAB کی کارکردگی پر بھی آتا ہوں۔ یہ موجودہ حکومت کہتی ہے، ان کا نعرہ corruption کا خاتمہ تھا، احتساب کرنا۔ فرض کریں اگر یہ corruption سے پاک ہے یا انہوں نے corruption کو ختم نہیں، کم کر دیا ہے تو Transparency International کیوں کہتی ہے کہ پاکستان 120 سے 124 پر چلا گیا ہے۔ اگر انہوں نے corruption ختم کر دی ہے اور NAB واقعی غیر جانبدار ہے تو ملکی قرضہ 29 ہزار ارب سے 45 ہزار ارب پر کیوں چلا گیا؟ اگر یہ حکومت واقعی corrupt نہیں ہے اور انہوں نے corruption ختم کر دی ہے تو گردشی قرضہ 1100 ارب سے 2500 ارب تک کیوں چلا گیا؟ اور یہ حکومت واقعی چاہتی ہے کہ ہم بے لاگ اور بے رحم احتساب کرنا چاہتے ہیں، گزشتہ تین سالوں سے Swiss accounts میں 200 ارب ڈالر پڑے ہوئے تھے، اس میں سے کتنے واپس آ گئے؟ Panama میں جو 436 تھے وہ کہاں گئے؟ حکومت کی جو اپنی بنائی گئی commissions تھیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں، چینی commission آٹا commission, petrol commission, IPPs, BRTs, Billion Tree Tsunami and Ring Road Pindi ان کا کیا ہوا؟ ہمیں تو کوئی احتساب نظر نہیں آیا۔

جناب چیئرمین! نیب کا ادارہ biased ہے، وہ one-sided ہے، وہ politically motivated witch-hunting کر رہا ہے، اس وجہ سے پاکستانی عوام اس پر اعتماد نہیں کر رہی ہے۔ اب نیب کی بیس سالہ کارکردگی سن لیں، نیب نے بیس سالوں میں 714 ارب روپے recover کیے ہیں، یہ 45 million dollars بنتے ہیں اور نیب نے Broadsheet میں، یہ نیب کی غلطی ہے، میں اس میں نیب کا جرم سمجھتا ہوں، Broadsheet میں 40 million dollars وکلا پر خرچ کیے۔ بچتا کتنا ہے؟ بیس سالوں میں پانچ ملین ڈالر۔ یہ نیب کی بیس سال کی کارکردگی ہے۔ یہ سفید ہاتھی ہے۔ یہ قومی خزانے پر بوجھ ہے۔ اس نے پاکستان کی سیاست کو

بھی گندہ کیا ہے۔ اس نے corruption کو فروغ دیا ہے۔ خود نیب کے بڑے، بڑے افسران، اخلاقی اور مالی corruption میں ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک ہم صرف سیاست دانوں اور bureaucrats کو گھیریں گے۔ جرنیل حب الوطنی کی آڑ لیتے ہیں۔ وہ شہدائے پاکستان کی آڑ لیتے ہیں۔ جب تک عاصم سلیم باجوہ کے خلاف نیب motivate نہیں ہوتا، اسد درانی کے خلاف نہیں ہوتا، پرویز مشرف کے خلاف نہیں ہوتا، نیب پر کوئی اعتماد نہیں کرے گا۔ اس لیے احتساب وقت کی ضرورت ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ نعرہ جس کی بنیاد پر PTI اقتدار میں آئی، جو Government کی policy کا ایک corner stone ہے، احتساب۔ نیب کا بے لاگ ادارہ اور بلا تفریق سب کا احتساب، یہ حاصل نہیں کر سکے۔ یہ مکمل طور پر احتساب میں ناکام ہو چکے ہیں۔ Corruption بڑھ چکی ہے۔ ہمہ گیر انداز سے corruption بڑھ چکی ہے اور نیب صرف one sided, biased and politically motivated cases کو آگے بڑھا رہا ہے۔ پاکستان کے عوام ابھی تک ایک بلا تفریق، بے لاگ اور بے رحم احتساب کے انتظار میں ہیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: پہلی بات جو حزب اختلاف کے لیڈر نے کہی ہے کہ جو رپورٹ ہمارے سامنے ہے ہی نہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس پر بحث کریں۔ کسی اخبار میں کوئی خبر آتی ہے، کوئی کالم چھپتا ہے یا کوئی اداریہ چھپتا ہے تو کوئی piece ہمارے سامنے ہوتا ہے جس پر ہم گفتگو کرتے ہیں۔ ہمیں ایک ایسی چیز پر بحث کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے ہی نہیں۔ جس کو ہم نے دیکھا ہی نہیں لیکن جو کچھ اس تحریک کے محرک نے دس، بارہ منٹ اس پر گفتگو کی اور بڑی تفصیل سے فرمایا وہ یہ ہے کہ جناب عظمت سعید شیخ صاحب نے، بقول ان کے جو بڑے نیک نام جج ہیں اور انہوں نے بڑی محنت، ریاضت، بڑی کاوش اور بڑی دیانت داری سے یہ رپورٹ مرتب کی ہے۔ میرا چونکہ ہمیشہ سے یہ مسلک رہا ہے کہ میں کسی پر منفی تنقید نہیں کرتا، میں اس پر ایمان لاتا ہوں کہ شاید ایسا ہی ہوا ہو لیکن ایسا ہو جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ براڈشیٹ کے تمام

گوشے ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔ وہ گوشے ابھی تک ڈھکے چھپے ہوئے ہیں۔ ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا کہ یہ کہانی کہاں سے شروع ہوئی۔

اس الف لیلیٰ کے کون کون سے کردار ہیں۔ ان کرداروں نے کہاں، کہاں اپنے ہاتھ رنگے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات ہمارے سامنے نہیں آئیں، جیسا کہ سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے کہا کہ کم از کم آٹھ، دس بڑی بڑی inquires کبھی چینی، آٹے، پٹرول اور ابھی بتایا گیا کہ IPPs لیکن ہر inquiry کے بعد جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ IPPs کی آپ inquiry کرتے ہیں تو بجلی دو سو گنا مہنگی ہو جاتی ہے۔ آپ چینی کی inquiry کرتے ہیں تو چینی مہنگی ہو جاتی ہے۔ پٹرول کی inquiry کرتے ہیں تو وہ ہماری دسترس سے نکل جاتا ہے۔ آٹے کی inquiry کرتے ہیں تو آٹا غریبوں کی پہنچ سے دور ہو جاتا ہے۔ ایسی reports جو آپ بڑی محنت سے مرتب کرتے ہیں اور اگر عظمت سعید شیخ صاحب نے ایک لفظ استعمال کیا تھا کہ ہم ہیرے تلاش کرتے ہیں تو جب JIT بنائی گئی تھی تو یقیناً انہوں نے ہیرے تلاش کیے ہوں گے، تراشے ہوں گے۔ ان ہیروں نے جو report مرتب کی ہے وہ ہمیں دکھائیں تو سہی۔ ہمیں پتا چلے کہ اس حمام میں کون کون لوگ تھے۔ رہا یہ معاملہ کہ ہم چوروں کا تعاقب کر رہے ہیں، میرے خیال سے چور کسی عقیدے، مذہب، کسی مسلک کا نام نہیں ہے کہ آپ بغیر کسی تحقیق کے ہر ایک کے ماتھے پر یہ label لگا دیں۔ پھر ان چوروں کا تعاقب کرتے کرتے ان چوروں کی لنگوٹی تو آپ کو نہ ملے لیکن آپ اپنا لنگر لنگوٹ فارغ کر دیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اب تک کروڑں روپے یا شاید اربوں روپے یہ تو صرف براڈشیٹ کی بات ہو رہی ہے، یہاں اس پر نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر، انتظامیہ، Anti-Corruption سارے ادارے اسی کار خیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کار خیر میں کتنا خرچ آ رہا ہے وہ بھی تاریخ آپ کو بتائے گی، شاید کوئی report مرتب ہو گی تو ہمیں پتا چلے گا۔ رہی یہ بات کہ کیا چور اس طرف بیٹھے ہیں، میرے ایک عزیز نے کہا کہ جب بات ہوتی ہے تو اس طرف کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ یقیناً چور کوئی نہیں ہے کیونکہ آپ لوگوں نے اپنے دل اور اپنے ذہن میں تعین کر لیا ہے کہ یہ سب چور بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ یہ چور بھی اتنے ہی ووٹ لے کر آئے ہیں۔ قومی اسمبلی میں آپ دیکھیں تو جو چوروں کی طرف لوگ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے آپ سے زیادہ ووٹ لیے ہوئے ہیں۔ آپ کی طرح وہ بھی عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ کوئی چور ہیں اور کچھ کے لباس سے فرشتوں کے

پروں کی خوشبو آتی ہے۔ کیا ان کے ہاتھ رنگے ہوئے نہیں ہیں؟ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ ایک طرف کے لوگوں کو آپ ہانکا لگا کر جیلوں میں بھیج دیتے ہیں، ڈیڑھ، دو سال یا تین سال بعد کہتے ہیں نہیں ان کا تو کچھ پتا نہیں چلا ان کو فارغ کر دیں۔ آپ کی اپنی صفوں میں ایسے لوگ بیٹھے رہتے ہیں جن کی نہ تو کوئی inquiry بیٹھتی ہے اور نہ ہی کوئی تحقیقات ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی سراغ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ جو رویہ ہے اس کو بدلنا پڑے گا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں سیاست دان چور ہے تو ہم صرف ایک شخص کو گالی نہیں دیتے، ہم دراصل سیاست کو گالی دیتے ہیں، ہم جمہوریت کو گالی دیتے ہیں، ہم Parliament کو گالی دیتے ہیں اور ہم اس عام آدمی کو گالی دیتے ہیں جو اس کو ووٹ دیتا ہے۔

آپ ایک uniformed آدمی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے ادارے کو برا مت کہو۔ آپ ایک جج کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ توہین عدالت ہو گئی۔ آپ ایک صحافی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ صحافت کی توہین ہے۔ آپ ایک bureaucrat کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ bureaucracy کو گالی مت دو لیکن سیاست دان ایسی چیز ہیں جن کو کوئی اور نہیں ہم سیاست دان ہی تختہ مشق بناتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کس کے ماتھے پر کالک مل رہے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ کس کا دامن داغدار کر رہے ہیں۔ ہم جو کچھ یہاں کھڑے ہو کر کہتے ہیں یہ ہمارے خلاف charge sheet بنتی ہے۔ جب ان ایوانوں کے دفتر لپیٹے جاتے ہیں تو یہی ہمارے منہ سے نکلے الفاظ ہمارے خلاف ایک فرد جرم بن کر ہمارے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ corruption کے منتری کو ختم کریں اور بھی کرنے کے کام ہیں۔ آپ کی توانائیوں کا 90% اس کام پر لگ رہا ہے اور 10% آپ نے باقی چیزوں کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ حزب اقتدار کے لوگوں سے گزارش کروں گا کہ تین سال گزر گئے ہیں، دو سال باقی ہیں۔ تین سال کے اندر انہوں نے کسی corrupt سے کچھ بھی نہیں نکالا جس کو وہ corrupt کہتے ہیں اس لیے کہ corruption ہے ہی نہیں۔ اس لیے کہ corruption کا سارا ڈرامہ ان کے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔ آئندہ دو سال میں بھی کچھ نہیں نکلنا۔ آئندہ بھی آپ کو پیسے دینے پڑنے ہیں، جائدادیں ضبط کرانا پڑنی ہیں۔

پیشتر اس کے کہ بہت دیر ہو جائے اپنے معمولات کو، میں ایک لفظ استعمال کیا کرتا ہوں مولانا فضل الرحمٰن اس کی داد دے سکیں گے، اپنے 'شغال جلیلہ' جو آپ کے مشاغل ہیں ان کے اندر ترمیم کریں اور اپنی توانائیاں جو بچی کچی رہ گئی ہیں، تین سال میں خاصی گزر گئی ہیں ان کو کسی اور مقصد کے لیے صرف کریں۔ گالی گلوچ، کسی کا دامن پھاڑنا، کسی کے گریبان کو چاک کرنا، کسی کے ماتھے پر کالک ملنا، ان چیزوں سے کچھ نہیں نکلنا سوائے اس کے کہ جمہوریت، سیاست، سیاست دانوں کو، پارلیمنٹ کو آپ پست کرتے چلے جائیں گے۔ ان کو نیچا دکھاتے چلے جائیں گے اور بالآخر یہی وہ چیزیں ہوتی ہیں جو آپ کے خلاف استعمال ہوتی ہیں، بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Saadia Abbasi, please.

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں یہ چاہتی ہوں کہ Broadsheet Commission کی report اس ایوان میں پیش کی جائے۔ جب اس ایوان کے ارکان اس کو پڑھ لیں تو پھر اس پر مکمل بحث ہونی چاہیے اور اس میں تمام ارکان participate کریں۔ یہ بحث نامکمل ہے اور اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ اس لیے یہ report یہاں لائی جائے پھر ہم اس رپورٹ پر بات کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ابھی صرف ایک یا دو لوگ بولیں گے پھر آپ ہی wind up کریں گے۔ جی جی۔

مرزا شہزاد اکبر: جناب والا ایک مرتبہ یہ چیز private member کے طور پر آئی تھی۔ ویسے یہ رپورٹ already public ہو چکی ہے اور Cabinet Division کی webpage پر بھی ہے لیکن اگر ایوان یہ چاہتا ہے کہ Government along with its annexures House میں پیش کرے تو ہم ایسا کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا ہوں۔ وہ clarity ہو چکی ہے۔ جی سینیٹر شمیم آفریدی صاحب۔ کیا آپ اسی motion پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

Senator Shammim Afridi

سینیٹر شمیم آفریدی: جی اسی پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ جناب والا! روزانہ کی بنیاد پر Rs.200/- پر تمام MNAs اور Senators کا استحقاق مجروح ہوتا ہے صرف اس لیے کہ مراد سعید اس بات پر خوش ہو کہ ہر آدمی وہاں پر کھڑا ہو اور اپنا استحقاق مجروح کرائے۔ یہ ایک ایسا نظام انہوں نے شروع کیا ہوا ہے اپنا نام پیدا کرنے کے لیے، سوائے جھوٹ کے، سوائے غلط بیانی کے، ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ اب رشوت تقریباً 90 فیصد تک ختم ہو چکی ہے، اب تو آدھے آدھے کا حساب ہے۔ یعنی آدھا تیرا اور آدھا میرا۔ رشوت تو مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے۔ صرف ایک چار بندے رات بارہ بجے سے لے کر صبح سات بجے تک حکومت چلاتے ہیں۔ ایک چار سے مراد چار سپاہی اور ایک حوالدار ہے۔ بارہ بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک اور کوئی نہیں ہوتا۔ حکومت اس طرح نہیں چلتی جس طرح یہ چلا رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر شمیم آفریدی: تین سال کے بعد ابھی کھڑا ہوا ہوں اور آپ thank you کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ motion پر بات کریں، بعد میں آپ کو مزید موقع دوں گا۔

سینیٹر شمیم آفریدی: جناب والا! motion ہو یا کچھ اور چیز ہو، آپ ذرا میری بات سن لیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں پھر مزید تین سال نہیں کھڑا ہوں گا۔ نہ میں پہلے تین سال کھڑا ہوا اور نہ آگے تین سال کھڑا ہوں گا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر شیری! آپ تشریف رکھیں، سینیٹر صاحب تین سال بعد بات کر رہے ہیں، اس لیے ان کو سنیں۔ جی۔

سینیٹر شمیم آفریدی: یہ میرے بھائی، دوست اور بیٹے کم از کم جھوٹ بولنا بند کریں، غلط بیانی کرنا بند کر دیں۔ ہم ان کو مانتے ہیں، ان کی حکومت کو مانتے ہیں، ان کے وزیراعظم کو مانتے ہیں، ان کے سب کچھ کو مانتے ہیں، مگر کم از کم غلط بیانی اور رشوت خوری کو ختم کریں۔ اب تو حساب آدھے آدھے کا ہے۔ ترین صاحب کا حساب بھی آدھے آدھے میں پھنسا ہوا ہے۔ زلفی صاحب کا حساب بھی آدھے آدھے میں چلا گیا ہے۔ میرے بھائی خٹک صاحب بھی پھنسے ہوئے ہیں کہ پہلے درختوں کا

حساب دے دو، فلاں کا حساب دے دو، وہ اسی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کرپشن کے نام کو ختم کریں اور اس کا نام ففٹی ففٹی رکھ دیں۔ اس طرح ہم بھی خوش ہوں گے اور یہ بھی خوش رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اگر یہ ثبوت مانگتے ہیں تو میں وہ بھی دے دوں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

Senator Faisal Javed

سینیٹر فیصل جاوید: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! Broadsheet کے حوالے سے ایک چھوٹا سا breakout ہے کہ اس رپورٹ سے ہمیں ایک lesson ضرور ملتا ہے کہ NRO کیوں نہیں دینا چاہیے کیونکہ NRO کی ایک بہت بھاری قیمت ہے جو پاکستان کی عوام نے ادا کی ہے۔ ان دونوں نے جنرل مشرف سے NRO لیے اور جس کا نقصان پاکستان کی عوام کو ہوا۔ آج عمران خان صاحب بار بار یہ بات انہیں باور اس لیے کراتے ہیں کہ یہ بار بار کسی نہ کسی طریقے سے NRO مانگنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ان دونوں پارٹیوں نے تو لکھ کر دیا کہ ہمیں NRO دیا جائے۔ یہ ہماری NAB Ordinance کی 38 شقوں میں سے 34 شقیں ہیں، اگر ان کو تبدیل کیا جائے تو پھر آپ کے خلاف ہم PDM جیسی کوئی اور تحریک نہیں چلائیں گے لیکن عمران خان صاحب نے کہا کہ NRO نہیں مل سکتا۔ جہاں حکومت اپنے کام کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کے results بھی آ رہے ہیں اور عام آدمی تک اس کے ثمرات بھی جائیں گے اور آپ دیکھیں گے پاکستان کی صورت حال دن بدن بہتر سے بہترین کی طرف جا رہی ہے وہیں پر احتساب across the board پر وزیراعظم عمران خان صاحب کا مکمل ایمان ہے 1996 جو پارٹی کی بنیاد رکھی تھی اس کا نام ہی تحریک انصاف رکھا گیا تھا یعنی انصاف کی تحریک۔ پاکستان کبھی آگے نہیں جا سکتا جب تک ہم انصاف نہ کریں۔ پوری Broadsheet سے جو major takeout ہے، وہ ہے، National Reconciliation Order جس سے پاکستان کو نقصان ہوتا آیا اور اسی لیے عمران خان صاحب نے ان کو NRO دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس میں political victimization کو بھی discuss کیا گیا۔ ایک بہت غلط قسم کا تاثر Opposition قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ Political victimization کی تعریف بیان کر کے میں بیٹھنا چاہوں گا، وہ یہ ہے کہ جب عمران خان صاحب حکومت میں نہیں تھے تو

عمران خان صاحب نے جب Panama پر آواز اٹھائی تو انہوں نے عمران خان صاحب پر مقدمہ کر دیا۔ اب عمران خان صاحب نے ایسا نہیں کیا کہ دوائی لینے کے لیے بہانے سے باہر چلے گئے بلکہ عمران خان صاحب عدالت میں گئے، پیش ہوتے رہے اور ایک ایک پائی کا اس کمائی کا حساب دیا جو باہر کمائی کی اور ایک ایک پیسا وطن عزیز پاکستان میں لے کر آئے، حلال کی کمائی کی banking channel سے پاکستان واپس لے کر آئے، اس کی 60 سے زائد دستاویزات دیں، چالیس سال پرانا ریکارڈ دیا اور عدالت سے سرخرو ہو کر نکلے لیکن انہوں نے NRO نہیں مانگا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضیٰ، .last speaker

سینیٹر کامران مرتضیٰ: کمیشن کی رپورٹ کے حوالے سے مجھے محسن عزیز صاحب کا بہت احترام ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: کامران صاحب! Leader of the Opposition کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں، ایک منٹ کے لیے۔ آپ سے معذرت ہے۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب والا! NRO کی بات ہو رہی تھی، لیکن ان میں سے کسی کو بھی NRO کا نہیں معلوم۔ مجھے یاد ہے،

I am the only victim in the whole country, who is the victim of the NRO for the non-implementation of the NRO by the court. I was disqualified as the Prime Minister of Pakistan because they wanted that the President of Pakistan should be handed over to the Swiss Magistrate but I was under oath to protect the Constitution of Pakistan and according to the Constitution of Pakistan under Article 48 of the Constitution, the President has complete immunity inside and outside the country. Therefore, I did not sign and I was disqualified but I myself was not the beneficiary of the NRO.

جتنے بھی NRO کے cases تھے سب میں نے کھلوادیے except the President of Pakistan اور میں نے بھی کوئی اس کا فائدہ نہیں اٹھایا اس لیے میں نیب زادہ نہیں ہوں نیب زدہ ہوں اور NRO کا beneficiary نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضیٰ۔ Last speaker of this motion.

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! Broadsheet Commission کی رپورٹ کے حوالے سے کہ اس رپورٹ کو زیر بحث لایا جائے۔ تمام معاملے کے اوپر اگر آپ جائیں گے پہلے تو میرے خیال میں ہاؤس میں اس کو اس طرح لانا یہ غیر مناسب تھا اس لیے کہ یہ سب کو معلوم ہے رپورٹ کیا تھی، کس کے خلاف بنی اور کس کے خلاف آئی تو صرف کسی کو خراب کرنے کے لیے اس کو ہاؤس میں لانا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ مجھے بہت احترام ہے محسن عزیز صاحب کا مگر اس طرح سے House کے وقت کو استعمال کرنا میرے خیال میں بالکل غیر مناسب ہے تاکہ کسی کے خلاف بات کی جاسکے، پھر جو کمیشن کی رپورٹ تھی، کمیشن بننے سے پہلے ہی یہ کمیشن disputed ہو گیا تھا۔ شیخ صاحب میرے قابل احترام ہیں اور ان کے ساتھ میری دوستی بھی ہے جب یہ کمیشن بنا اور جب وہ جج تھے سپریم کورٹ کے اس وقت ان کے حوالے سے بہت سے معاملات پر بہت سے لوگوں کی، بہت سی سیاسی جماعتوں اور بہت سے خاندانوں کے reservations تھے۔ ان اعتراضات کے باوجود جو ان پر لگے ان کو اس کمیشن کا سربراہ بنایا گیا، کمیشن بنایا گیا، چلیں کمیشن آپ نے بنادیا، کمیشن بنا دیا تو کمیشن کی رپورٹ کا فائدہ ultimately کیا ہوا کرتا ہے۔ کیا یہ اس کا binding effect ہے؟ کیا کوئی اس کی evidentiary value ہے؟ ایک ایسے شخص کو وہ کمیشن دے دینا جب کہ اس کے اوپر ایک مخصوص طرح کا الزام تھا اور پھر اس رپورٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور فائدہ نہیں ہے تو جب وہ رپورٹ آگئی تو اس کو یہاں پر place کروا کر یا اس پر کہا گیا کہ یہاں پر debate کریں کیونکہ اس کا فائدہ یا نقصان یا اس کے بارے میں جو propagate کرنا ہے وہ کسی ایک مخصوص شخص کے خلاف جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ غیر مناسب سی بات ہے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر شیری رحمٰن: میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ اگر یہ مسئلہ بنا ہوا ہے تو اس کی رپورٹ اچھا ہوتا نہ ہو۔ میں جانتی ہوں کہ 218 میں رپورٹ پیش نہیں ہوتی مجھے معلوم ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو کوئی بھی private Member کچھ بھی لا سکتا ہے 218 کا motion تو اس پر ہاؤس میں بحث ہوتی ہے simple ہے۔ اب وزیر wind up کریں گے اس کے بعد اگر آپ نے اس پر کوئی بحث کرنی ہے تو ہاؤس میں ضرور لے آئیں۔ شکریہ شیری صاحبہ۔ Adviser to the Prime Minister on Accountability شہزاد اکبر صاحب۔

Mirza Shahzad Abkar, Adviser to the Prime Minister on Interior and Accountability

مرزا شہزاد اکبر: شکریہ، جناب چیئرمین! میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ نے واضح کر دیا کہ ضروری نہیں ہے کہ report lay کی جائے لیکن اگر ایوان اور آپ کی direction ہے تو report along with annexures ہم lay کر دیتے ہیں، جب یہ کمیشن بنا تو Commissions of Inquiry Act, 2017 کے تحت فیڈرل گورنمنٹ بناتی ہے، Cabinet کی approval ہوتی ہے اور اس کی ایک شق ہے کہ اسے public کیا جانا ہوتا ہے۔ As far the mandate of the law رپورٹ کو public کیا گیا، یہ رپورٹ 1st April کو آ گئی تھی، اس کے بعد Cabinet Division کی website پر اس کے annexures بھی ڈال دیے گئے ہیں، اگر ہم discussion کرنا چاہتے ہیں تو اسے lay کر دیتے ہیں۔ آج ہی آپ کے آفس میں سب کے لیے copies آ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: اس کے بارے میں بعد میں decision کریں گے، آج آپ اس motion کو wind up کریں۔

مرزا شہزاد اکبر: جناب چیئرمین! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں رپورٹ پر آپ کو چھوٹی سی brief بھی دے سکتا ہوں کہ رپورٹ کے ToRs کیا تھے، رپورٹ میں جاننا کیا تھا اور رپورٹ کا conclusion کیا تھا۔ مناسب یہ ہو گا کہ تمام Senators اس رپورٹ کو پڑھ لیں اور اس پر بحث کر لیں۔ دو تین چیزیں ہیں کہ اس پر جب discussion ہوئی تو شاید رپورٹ نہیں تھی، اس لیے اس کی وضاحت بھی بہت ضروری ہے۔ Broadsheet Commission کی inquiry report پر بات کرنے کی تھی تو corruption پر بات چل نکلی۔ I don't

know کہ اس میں یکدم corruption کی بات کہاں سے آ گئی جبکہ اس کے بڑے specific ToRs تھے اور وہ publicised ToRs تھے، اس کے total nine ToRs تھے۔

جناب چیئرمین! یہ بات بھی کی گئی کہ احتساب کا نظام ناکام ہو گیا لیکن سب سے زیادہ شکایت احتساب کے نظام پر ہے۔ فائدہ کی بات کی گئی کہ اس کا فائدہ اور نقصان کیا ہے۔ پچھلے دو سالوں سے NAB کو سب سے زیادہ دشنام طرازی کا نشانہ بنایا جارہا ہے، اس کی صرف دو سال کی recovery 484 billion ہے، اگر یہ ناکام ہو گیا ہے تو کیا یہ پیسے ہواؤں میں سے نکالے جا رہے ہیں۔ ایک صوبے کو لے لیجئیے Anti-Corruption Punjab کی دوسال کی recovery 197 million rupees کی ہے، اگر ماضی کے دس سالوں سے اس کا موازنہ کیا جائے تو محض 480 million کی ہے۔ اگر واقعی یہ چیزیں ناکام ہو گئی ہیں تو پھر جو recoveries ہو رہی ہیں، وہ کہاں سے ہو رہی ہیں اس میں اتنی زیادہ شکایت کس چیز کی ہے۔ اگر آپ کو یہ لگتا ہے کہ حکومت یا اس کا کوئی ادارہ کسی کو انتقام کا نشانہ بنا رہا ہے تو عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں، وہاں پر انصاف ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم ہر چیز پر صرف الزام تراشی کریں، آپ کسی facts and figures کے ساتھ بات کریں تو بہت مناسب بات ہو گی۔

جناب چیئرمین! ایک اور factual بات clear کرنا بہت ضروری ہے۔ Leader of the Opposition صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، ایوان سے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے ایک بات کی تھی کہ NRO کے سب سے بڑے victim وہ ہیں۔ میں صرف fact کی بات کروں گا، کوئی political بات نہیں کروں گا۔ ریکارڈ کی درستی کے لیے عرض کروں کہ یوسف رضا گیلانی صاحب کی disqualification contempt of court کے لیے ہوئی تھی۔ Contempt of court اس وقت ہوتی ہے کہ جب آپ عدالت کے حکم پر عمل درآمد نہ کریں۔ میں اس چیز پر نہیں جاتا کہ اس کے کیا محرکات تھے لیکن fact یہ ہے، جس کی clarification بہت ضروری ہے کہ یہ NRO کی بات نہیں تھی، NRO کے نتیجے میں Swiss Government کو چٹھی لکھ کر اس وقت کے اٹارنی جنرل ملک محمد قیوم صاحب نے cases کو withdraw کر لیا تھا۔ عدالت کا حکم آیا کہ یہ چٹھی غیر قانونی اور غیر آئینی تھی۔ سینیٹر کامران

مرتضیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اگر میں ریکارڈ کے حساب سے غلط کہہ رہا ہوں تو مجھے درست کر سکتے ہیں۔ عدالت کا یہ بھی حکم آیا کہ آپ کو یہ چیز withdraw کرنی ہے، اس حکم کو نہیں مانا گیا جس کی وجہ سے disqualification ہو گئی۔ لیکن اس چیز کا نقصان 72 million dollars کا تھا جو Swiss cases میں Switzerland میں پچھلے 12 سال سے frozen تھا، 60 million freeze ہوا تھا اور اس پر 12 million کا interest لگ گیا تھا، 72 million dollars کا نقصان ہوا، یہ correction بہت ضروری تھی۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ کہ Inquiries of Commission کا فائدہ اور نقصان کیا ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مراد سعید صاحب نے Inquires of Commission کے بارے میں بات کی ہے۔ آپ کو جو 700 billion کا future میں loss ہونا تھا because of IPPs contract اس کا renegotiation میں بڑا فائدہ ہوا ہے، یہ بڑی لمبی بحث ہے، اس پر یقیناً بحث ہونی چاہیے اور facts and figures کے ساتھ بحث ہونی چاہیے۔ میری استدعا ہے کہ جو Broadsheet کی inquiry commission کی رپورٹ ہے اور یہ جو motion لائے ہیں، اگر ایوان چاہے تو اسے ریکارڈ پر رکھیں، تمام ممبران اسے پڑھ لیں، اس کے بڑے مخصوص ToR's ہیں، starting from 2000, یہ معاہدہ مشرف دور میں کیا گیا، یہ کیا معاہدہ تھا، کن کے ساتھ معاہدہ کیا گیا، اس وقت کیا rules کی violation ہوئی اور بعد میں جب وہ contract terminate کیا گیا تو کیا وہ termination legal تھی اور due process کو follow کیا گیا۔ Termination 2003 کے بعد سے 2007 سے لے کر جب 2016 تک اس کا arbitration کا process ہے، اس کے ToRs کیا تھے، اسے دیکھا جانا ہے کہ کیا اسے صحیح طریقے سے pursue کیا گیا یا نہیں کیا گیا۔ ان تمام ToRs پر کمیشن کی finding ہے۔ یہاں پر یہ بھی بات کی گئی کہ جو کمیشن کے سربراہ تھے وہ controversial ہو گئے، آپ کسی کی ذات کو بھی controversial کر سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی controversy ایسی ہے۔ یہ تمام چیزیں کسی قانون اور قاعدے کے دائرے میں ہوتی ہیں، اگر کسی کی controversy تھی، they should have gone to court, تمام political parties کے پاس بڑے جید قسم کے وکلا ہیں، انہیں عدالت میں جا

کر چیلنج کرنا چاہیے یا جو اس کی fact finding report آئی ہے، اسے چیلنج کر لیجیے۔ لیکن یہ بات کرنا کہ وہ controversial ہو گیا ہے اس لیے اس رپورٹ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ کمیشن کی بہت سی reports تھیں۔

چینی کی بات کی گئی، چینی کے کمیشن کی رپورٹ کو تمام عدالتوں میں چیلنج کیا گیا، ToRs کو چیلنج کیا گیا، اس کی رپورٹ کو چیلنج کیا گیا، starting from Lahore High Court, Sindh High Court, Islamabad High Court and the Supreme Court of Pakistan. Not even at a single forum anything was found irregular in the report and the findings of the report. اس کا یہ فائدہ ہوا کہ پچھلے پانچ سالوں میں جو چوری ہوئی اس کا audit ہوا اور اس میں recoveries ہوئیں۔ اس میں FBR, CCP کی recoveries ہیں، اس میں criminal proceedings ہو رہی ہیں۔ آپ نے ان چیزوں کو اس domain کے مطابق لے کر چلنا ہے جس کے تحت وہ بنائی جاتی ہیں نہ کہ ہم اس طرح کی کوئی بھی بات کر دیں۔

جناب چیئرمین! میں بڑی آسانی سے تمام ToRs کی findings بتا سکتا ہوں لیکن میرے خیال میں وہ کسی کے لیے فائدہ مند نہیں ہوں گے، ہم report lay-down کر دیتے ہیں، آپ رپورٹ کو پڑھیئے اور پھر رپورٹ پر بحث کریں۔ ہم موجود ہیں، آپ کے جو questions ہوں گے اس پر حکومت کی طرف سے جواب دیا جائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. The motion has been talked out.

رپورٹ سیکریٹری صاحب کے آفس میں بھجوا دیں۔ سیکریٹری صاحب! تمام ممبران کو ان کے address پر بھیج دیں، اس کے بعد اگر مناسب لگا اور اگر کوئی motion لاتا ہے تو اس پر discussion کریں گے۔

The House stands adjourned to meet again on Thursday, the 3rd June, 2021, at 03:30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 3rd June, 2021, at 03:30 p.m.]

Index

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan 4
Senator Faisal Saleem Rehman 17
Senator Fawzia Arshad 10
Senator Kamran Murtaza 20, 38
Senator Mohsin Aziz 3, 4, 13, 63
Senator Saadia Abbasi 12
Senator Seemee Ezdi 4, 10, 24
Senator Syed Yousuf Raza Gillani 3, 37, 63, 67
جناب ظہیر الدین بابر اعوان 5
جناب علی محمد خان 3, 10, 11, 14, 18, 25, 34, 45, 62
جناب مراد سعید 55, 58, 59, 61
سینیٹر اعجاز احمد چوہدری 42
سینیٹر افنان اللہ خان 70
سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری 31, 43, 45
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی 44, 53, 54, 55
سینیٹر تاج حیدر 48
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 8, 9, 12, 13, 21, 31, 54, 67, 68, 69
سینیٹر سعدیہ عباسی 28,77
سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی 7, 13, 15, 20, 23, 27, 39, 61, 62, 67, 80
سینیٹر شمیم آفریدی 78
سینیٹر شیری رحمٰن 81
سینیٹر عرفان الحق صدیقی 74
سینیٹر فدا محمد 37
سینیٹر فوزیہ ارشد 10
سینیٹر فیصل جاوید 50, 51, 52, 79
سینیٹر کامران مرتضٰی 20, 38, 62, 63, 80, 81
سینیٹر محسن عزیز 3, 14, 16, 32, 46, 63, 64, 66, 67, 69
سینیٹر مشتاق احمد 40, 72
سینیٹر ہدایت اللہ خان 30
سینیٹر سید محمد صابر شاہ 15
سینیٹر فیصل سلیم رحمان 19
سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن 29
مرزا شہزاد اکبر 77, 82